نقیبِ ختمِ نبوت

ماہنامہ

ملتان

ربیع الاول : ۱۴۱۶ھ

اگست : ۱۹۹۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سترہویں سالانہ دو روزہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کانفرنس ربوہ

۱۱، ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۶ھ — جامع مسجد احرار

۹، ۱۰ اگست ۱۹۹۵ء — ربوہ

خصوصی خطاب

ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

پروگرام

۱۱ ربیع الاول بعد نماز مغرب تا ۱ بجے شب

* مجلس ذکر اور تربیتی بیان

۱۲ ربیع الاول

* بعد نماز فجر: درس قرآن کریم

* ۹ بجے صبح: بیانات اکابر

جلوس

حسب سابق بعد از ظہر فدائین احرار کا فقید المثال جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا اور اپنے مقررہ راستوں سے ہوتا ہوا بس سٹاپ پہنچ کر دعاء کے ساتھ اختتام پذیر ہوگا۔ دورانِ جلوس مقررہ مقامات پر زعماء احرار خطاب فرمائیں گے۔

منجانب

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان۔

رابطہ فون: ربوہ: 211523، ملتان: 511961، فیصل آباد: 653886، چیچہ وطنی: 2112

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت

ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

ربیع الاول ۱۴۱۶ھ، اگست ۱۹۹۵ء ○ جلد ۶، شمارہ ۸ قیمت ۱۰/ روپے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہٗ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر:
سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول:
سید محمد کفیل بخاری

رُفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہٗ
حکیم محمود احمد ظفر مدظلہٗ
ذوالکفل بخاری ○ قمر الحسنین
شمس الاسلام بلالی ○ ابوسفیان تائب
محمد عمر فاروق ○ عبداللطیف خالد
خادم حسین سید خالد مسعود

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ۱۰۰/ روپے ○ بیرونِ ملک ۱۰۰۰/ روپے پاکستانی

رابطہ

دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّۃ (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دار بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات	اداریہ	مدیر	۳
دین و دانش	قرآن حکیم اور اطاعت رسول ﷺ	مولانا محمد حنیف ندوی	۶
ماضی کے جھروکے سے	پاکستان کیا ہوگا؟	(حضرت امیر شریعت کا تاریخی خطاب)	۱۴
نظم	پاکستان میں کیا کیا ہوگا؟	علامہ انور صابری	۲۰
تحقیق	منکرین حیات و سماع کی خدمت میں	ادارہ	۲۲
"	قبر سازوں کی خدمت میں	ادارہ	۲۳
قلم برداشتہ	کیا سمجھے گا وہ	سید عطاء المحسن بخاری	۲۴
"	شرم و حیاء سے آنکھ تھی	سید عطاء المحسن بخاری	۲۶
نقطہ نظر	جمہوریت اور مرزا کی نبوت	پروفیسر خالد شبیر احمد	۲۸
رد مرزائیت	تفسیر عثمانی؟	محمد طاہر رزاق	۳۲
طنز و مزاح	زبان میری ہے بات انکی	ساغر اقبالی	۳۵
زبان خلق	قارئین کے خطوط	ادارہ	۳۸
ترحیم	مسافرین آخرت	ادارہ	۴۰
شاعری	نعت	پروفیسر خالد شبیر احمد	۴۲
"	اک حاجی لوٹ کے آیا ہے	بابا لطیف	۴۳
"	غزل	محسن خیال	۴۴
"	رنگ سخن (نظم)	پروفیسر محمد اکرام تائب	۴۷
حسن انتقاد	تبصرہ کتب	سید ذوالکفل بخاری	۴۵

دل کی بات

قادیانی جاسوس کی گرفتاری!

۵ جولائی کے قومی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ

"ایف۔ آئی۔ اے نے مبینہ طور پر پاکستان کے ایٹمی اور دیگر خفیہ راز بھارت اور اسرائیل پہنچانے والے کمپیوٹر ایکسپرٹ ڈاکٹر مبشر احمد کو گرفتار کر کے اس کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے اور ایف آئی آر سر بمہر کر دی گئی ہے۔

ڈاکٹر مبشر احمد قادیانی، بلو ایریا اسلام آباد میں "میڈیا لنک" کے نام سے ایک کمپیوٹر فرم کا مالک ہے۔ اسے آسٹریلیا کی شہریت حاصل ہے۔ اس کی بیوی ساندرا احمد بھی اس کام میں اس کی معاون تھی۔"

مجلس احرار اسلام کے اکابر کا روز اول سے یہ دعویٰ ہے کہ قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے بھی اکابر احرار کے موقف کی تائید کرتے ہوئے یہی ارشاد فرمایا تھا۔ تاریخ گواہ ہے اور حقائق ثبوت کے طور پر خود بول رہے ہیں کہ قادیانی گروہ نے ہمیشہ اسلام اور وطن سے غداری کر کے امت مسلمہ کو زبردست نقصان پہنچایا ہے۔ وہ "ففتھ کالم" ہیں اور یہود و نصاریٰ کے ایجنٹ ہیں۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے بقول "جو گروہ رسول اللہ ﷺ کا وفادار نہیں وہ اسلام اور وطن کا وفادار کیسے ہو سکتا ہے؟"

اس وقت بھی پاکستان کے مختلف محکموں میں خصوصاً حساس اور دفاعی اداروں میں نہایت اہم عہدوں پر قادیانی تعینات ہیں۔ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ آنجہانی سر ظفر اللہ سے لیکر کمپیوٹر ایکسپرٹ ڈاکٹر مبشر احمد تک کسی قادیانی نے کبھی ملک سے وفا نہیں۔

حکومت سے ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ قادیانی افسروں کی طرف سے قومی جرم کے ارتکاب کے باوجود کسی بھی حکومت نے انہیں قرار واقعی سزا کیوں نہیں دی؟ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ یہ گروہ یہود و نصاریٰ کا ایجنٹ اور جاسوس ہے۔ جیسا کہ خود قادیانی گروہ کا بانی مرزا قادیانی اپنی کتابوں میں اعتراف کرتا ہے کہ "میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں" پھر ہماری غیر اسلامی اور نام نہاد مسلم حکومتیں ہمیشہ یہود و نصاریٰ کے زیر اثر رہی ہیں اور تاحال یہی صورت درپیش ہے۔ یہود و نصاریٰ ہی قادیانیوں کے پشت پناہ اور محافظ ہیں۔ اسی لئے انہوں نے مرزا طاہر کو لندن میں نہ صرف پناہ دی بلکہ وسائل بھی مہیا کئے۔ حکومت بھی ان کے دباؤ کا شکار ہو کر قادیانیوں کو مکمل تحفظ فراہم کر رہی ہے۔

ابھی پچھلے دنوں انسانی حقوق کے عالمی ادارہ "ایمنسٹی انٹر نیشنل" کے سیکرٹری جنرل نے وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر کو پاکستان میں ۱۹۹۴ء میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر مبنی رپورٹ ارسال کی ہے۔ رپورٹ کے مطابق توہین رسالت کے جرم میں ۱۹۹۴ء میں ایک درجن سے زائد مسیحی باشندوں اور احمدیوں (قادیانیوں) کو گرفتار کیا گیا۔ جبکہ سال بھر کے دوران ایک سو قادیانیوں کو مذہبی منافرت کے الزام میں قید کیا گیا" (جنگ ۳۰ جولائی ۱۹۹۵ء)

ایمنسٹی انٹرنیشنل بھی یہود و نصاریٰ کا ادارہ ہے جو انسانی حقوق کے تحفظ کی آڑ میں کفار و مشرکین کے حقوق کے لئے کام کر رہا ہے۔ اسے پاکستان اور دنیا کے ہر خطے پر صرف کفار ہی مظلوم نظر آتے ہیں اور صرف انہی کے حقوق کے لئے واویلا کرتا ہے مگر دنیا بھر میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر خاموش اور مہر بہ لب ہے۔

اسے توہین رسالت کے مرتکب مجرموں کی گرفتاری پر تو اعتراض ہے مگر امریکہ میں دعویٰ مسیحیت کرنے والے منحرف عیسائی کو ساتھیوں سمیت ہلاک کرنے پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس وقت عیسائی، یہودی، قادیانی اور ہندو سب اسلام کے خلاف متحد ہو کر مشترکہ سازشیں کر رہے ہیں۔

موجودہ حکومت اپنے آپ کو کتنا ہی "لبرل اور آزاد خیال" ثابت کرلے مگر امریکہ کو پھر بھی یقین نہیں آئے گا۔ بیگم زرداری کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قادیانیوں نے جس طرح ان کے والد کی عبرتناک موت پر جشن منایا تھا بالکل اسی طرح آپ کے انجام پر بھی جشن منائیں گے۔ حکومت کو چاہیئے کہ ان کی ملک دشمن سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لے اور گرفتار مجرموں کو قرار واقعی سزا دے۔

•بیجنگ کانفرنس:

اقوام متحدہ کی طرف سے ۸ ستمبر کو بیجنگ میں خواتین کی عالمی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ اخباری اطلاع کے مطابق پاکستان سے ۱۲، این جی اوز اس کانفرنس میں شریک ہو رہی ہیں۔ اس سے پہلے قاہرہ کانفرنس میں وزیر اعظم بیگم بے نظیر زرداری شریک ہو چکی ہیں۔ ان دونوں کانفرنسوں کے مقاصد تقریباً ایک ہی ہیں۔ جنہیں تفصیلاً درج کرنا بھی بے حیائی کو فروغ دینے کے مترادف ہے۔ مغربی ممالک ایسی کانفرنسوں اور میڈیا کے ذریعہ بے حیائی، فحاشی، عریانی اور بے غیرتی کو اسلامی ممالک میں منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ مغرب مسلمانوں کے خلاف تہذیبی جنگ لڑ رہا ہے۔ اس کا سب سے بڑا ہدف ہی یہ ہے کہ مسلمان کو اعمال کے لحاظ سے مسلمان نہ رہنے دیا جائے ہم اس کانفرنس میں اسلامی ممالک کی شرکت کو نہایت شرمناک، مکمل بے غیرتی اور اسلام سے غداری تصور کرتے ہیں۔ اس کانفرنس میں پاکستان سے این جی اوز کی شرکت دراصل کانفرنس کے ایجنڈے کی تائید ہو گی۔ این جی اوز سے وابستہ افراد یہود و نصاریٰ کے کھلے ٹاؤٹ ہیں جو پاکستان میں یہود و نصاریٰ کے اسلام دشمن عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے نہایت ذلیل کردار اداء کر رہے ہیں۔ این جی اوز مغرب سے کروڑوں روپے امداد کے طور پر وصول کر کے فحاشی و بدمعاشی اور بدعنوانی کو فروغ دے رہی ہیں۔ حکومت ان پر پابندی عائد کرے، ان کے فنڈز کی پڑتال کرے اور بیجنگ کانفرنس میں نمائندگی سے انکار کرے۔ کیونکہ بیجنگ کانفرنس میں پاکستان کی شرکت پوری قوم کی نمائندگی نہیں۔ عوام کی اکثریت کانفرنس کے ایجنڈے کو کفر سمجھتی ہے۔ جو لوگ کانفرنس میں شریک ہونا چاہتے ہیں وہ پاکستان کے نمائندہ نہیں۔ یہود و نصاریٰ کے "دلال" کہلائیں گے۔

محکمہ بہبود آبادی کی طرف سے قرآن پاک میں تحریف:

۲۸ جولائی کو روزنامہ پاکستان نے شہ سرخی کے ساتھ یہ افسوسناک خبر شائع کی کہ محکمہ بہبود آبادی نے ایک کیلنڈر شائع کیا ہے جس میں سورۃ الحدید کی آیت ۲۰ میں تحریف کر کے اپنی مرضی کا مفہوم بنالیا۔ آیت ۲۰ کے ابتدائی حصہ کے درمیان میں سے کئی الفاظ نکال کر آخری حصہ سے ملادیا اور اسے آیت ۲۰ قرار دے دیا"۔

پاکستان میں تحریف قرآن، توہینِ قرآن اور توہینِ رسالت کے واقعات روز کا معمول ہو چکے ہیں۔ جس محکمہ کا وزیر ایک عیسائی غیر مسلم ہو اس سے یہی توقع کی جا سکتی ہے۔ بہبود آبادی کا مسئلہ سب پاکستانیوں کا مشترکہ مسئلہ ہے صرف عیسائیوں کا نہیں۔ ایک غیر مسلم کو اس محکمہ کا وزیر بنانا ہی بنیادی غلطی ہے۔ جن لوگوں نے تورات کو اصل حالت میں نہ رہنے دیا وہ قرآن کو کیسے معاف کریں گے ہمارے نزدیک اس قسم کے واقعات جمہوریت کے تحفے ہیں اور قوم کی دینی بے حسی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ایک جمہوری معاشرہ میں توہینِ رسالت، توہینِ قرآن، تحریف قرآن، معمولی باتیں ہیں۔ جمہوریت میں اسے آزادی رائے اور روشن خیالی کا نام دیا جاتا ہے۔ لعنت ہے اس جمہوریت پر اور لعنت ہے اس جمہوریت کو اختیار کرنے والے نام نہاد مسلمانوں پر۔ اور صد ہزار لعنت ہے اس روشن خیالی پر جو مسلمانوں سے ان کا عقیدہ و دین اور غیرت و حمیت چھین لے۔ ہمیں معلوم ہے اس سنگین جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو کچھ نہیں ہو گا۔ ہمارا کافر قانون توہینِ رسالت کے مسلّمہ مجرموں کو بری کر کے غیر ملک بھیج سکتا ہے وہی کافر قانون اور اس کے پالتو تحریفِ قرآن کے مجرموں کو کیونکر سزا دیں گے؟ جو علماء کرام، فاحشۂ زماں "جمہوریت" کو مشرف بہ اسلام کرنے کی جدوجہد میں گزشتہ چالیس برس سے جُتے ہوئے ہیں ان کے لئے یہ واقعات خاص طور پر قابلِ عبرت ہیں۔

فاعتبروا یااولی الابصار!

حکومت، ایم کیو ایم مذاکرات:

کراچی کی صورت حال کے حوالے سے اب تک حکومت اور ایم کیو ایم کے رہنماؤں کے درمیان مذاکرات کے چار دور ہو چکے ہیں۔ نتیجہ وہی رہا جو مذاکرات شروع ہونے سے پہلے تھا یعنی روزانہ پندرہ بیس بے گناہ شہری ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور مذاکرات میں بھی ڈیڈ لاک آگیا ہے۔ ایم کیو ایم نے ۱۸ نکات پیش کئے تو حکومت نے ان پر گفتگو کرنے کی بجائے ۲۱ نکات اپنی طرف سے پیش کر دیئے۔ مذاکرات کی تاریخ میں اسے ایک نئے باب کا اضافہ بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ نتائج کے اعتبار سے حکومت مذاکرات میں قطعاً مخلص نظر نہیں آتی۔ سوال ایم کیو ایم کے مطالبات کو تسلیم کرنے کا نہیں ملک کی بقا کا ہے۔ اگر حکومت مخلص ہے تو ان مذاکرات کو نتیجہ خیز بنائے اور کم سے کم نقصان پر ملکی سلامتی اور بقاء کو ممکن بنائے۔ حالات جس تیزی سے خراب ہو رہے ہیں وہ کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہیں۔ خدانخواستہ کراچی ڈوب گیا تو پھر ملک بھی ڈوب جائے گا۔

مقالہ خصوصی

قرآن حکیم اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا محمد حنیف ندوی

قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس میں تشریع وقانون کے تمام گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان تمام بنیادی مسائل کو بیان کیا گیا ہے جو انسانی زندگی کے لیے ضروری ہیں :-

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل ۸۹)

اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی جس میں ہر شے کی وضاحت ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا (الانعام ۱۱۴)

حالانکہ اس نے تمہاری طرف واضح المطالب کتاب بھیجی۔

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ (ہود: ۱)

الرٰ۔ یہ کتاب وہ ہے جس کی آیتیں مستحکم ہیں اور خدائے حکیم وخبیر کی طرف سے بتفصیل بیان کردی گئی ہیں۔

آئیے! ان آیات کی رو سے دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کس درجہ ضروری ہے اور آپؐ کے منصب یا فرائض کار میں کیا کیا چیزیں داخل ہیں تاکہ ہر مسلمان صحیح خطوط پر اپنی دینی زندگی کے نقشے کو ترتیب دے سکے، قرآن حکیم کے مطالب ومعانی کو سمجھ سکے اور ان کو اپنی عملی زندگی میں سمو سکے۔ قرآن حکیم نے اس سلسلے میں دو انداز اختیار کیے ہیں۔ اکثر تو اپنی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت کو بھی ضروری ٹھہرایا ہے اور کہیں صرف رسول کی اطاعت وپیروی ہی کا ذکر ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ دینی نقطہ نظر سے قرآن کے پہلو بہ پہلو اسلام اور فقہ وتقنین کا دوسرا سرچشمہ یا مصدر ثانی جس سے ایمان وعمل کے تقاضے مکمل ہوتے ہیں، سنتِ رسولؐ ہے:

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (آل عمران ۳۲)

کہہ دو کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو، اگر نہ مانیں تو خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (آل عمران: ۱۳۲)

اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ (النساء ۵۹)

مومنو! خدا اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرو، اور اگر کسی بات میں اختلاف پیدا ہو تو اگر خدا اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور رسول اور اپنے اولی الامر کے حکم کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مآل بھی اچھا ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (الانفال ۱)

اگر ایمان رکھتے ہو تو خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ (الانفال ۲۰)

ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور اس سے روگردانی نہ کرو، اور تم سن رہے ہو۔

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا (الانفال ۴۶)

اور خدا اور اس کے رسول کے حکم پر چلو اور آپس میں جھگڑا نہ کرنا، ایسا کرو گے تو بزدل ہو جاؤ گے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (النور ۵۴)

کہہ دیجیے کہ خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسول خدا کے حکم پر چلو، اگر منہ موڑو گے تو رسول پر اس چیز کا ادا کرنا ہے جو ان کے ذمہ ہے اور تم پر اس چیز کا ادا کرنا ہے جو تمہارے ذمے ہے اور اگر تم ان کے فرمان پر چلو گے تو سیدھا راستہ پالو گے اور رسول کے ذمے تو صاف صاف احکام خدا کا پہنچا دینا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ (محمد ۳۳)

مومنو! خدا کا ارشاد مانو اور پیغمبر کی فرمانبرداری کرو اور اپنے عملوں کو ضائع نہ ہونے دو۔

أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (مجادلہ ۱۳)

اور خدا اور اس کے پیغمبر کی فرمانبرداری کرتے رہو اور جو کچھ تم کرتے ہو، خدا اس سے باخبر ہے۔

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ (التغابن ۱۱)

اور خدا کی اطاعت کرو، اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر تم منہ پھیر لو گے تو ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام کا کھول کھول کر پہنچا دینا ہے۔

یہ وہ آیات ہیں جن میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کو ایک ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ان میں دونوں کی اطاعت و پیروی کو یکساں طور سے ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔ یعنی جو اسلوب، انداز اور پیرایۂ اظہار اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے اختیار کیا گیا ہے بعینہٖ وہی نہج اور طریق اطاعت رسول کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے اختیار کیا گیا ہے۔ اب ان آیات پر ایک نظر ڈالتے چلیے جن میں اطاعت رسول ﷺ کو مستقل بالذات اور منفرد دین کی اساس اور بنیاد قرار دیا گیا ہے:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء ۸۰)

جو شخص رسول کی پیروی کرے گا تو بے شک اس نے خدا کی پیروی کی۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (النساء ۶۴)

اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لیے بھیجا ہے کہ خدا کے فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آل عمران ۳۱)

لوگوں سے کہہ دیجیے اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ

تو جو لوگ آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے

اَنْ تُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (النور : ٦٣)
کہ ایسا نہ ہو ان پر کوئی آفت آپڑے یا تکلیف والا عذاب نازل ہو۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (النساء ٦٥)
آپ کے پروردگار کی قسم، یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں آپ کو منصف نہ بنائیں اور جو آپ فیصلہ کردیں اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے تسلیم کریں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔

یہ آیات اپنے مفہوم و معنی میں اس درجہ واضح ہیں کہ ہم نے ان کی تشریح و تفسیر کو غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ دیا ہے، البتہ ان آیات سے جو نکات نکھر کر فکر و نظر کے سامنے آتے ہیں ان پر ایک نظر ڈال لینا چاہیے۔

۱۔ اطاعتِ رسولؐ، دین کی اتنی اہم اساس ہے کہ اس سے انکار کفر کا مستوجب ہے۔
۲۔ اللہ کے رسولؐ کی اطاعت رحمتِ الٰہی کے حصول کا واحد ذریعہ ہے۔
۳۔ کسی بھی فقہی و دینی مسئلے میں اختلاف رائے کی صورت میں اللہ اور اس کے رسولؐ کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ قرار دیا جاسکتا ہے۔
۴۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے پیغام پر ایمان کے تقاضے اسی وقت پورے ہوسکتے ہیں، جبکہ حضورؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کو حرزِ جان بنایا جائے۔
۵۔ اطاعتِ رسولؐ کی روگردانی سے حبطِ اعمال کا اندیشہ ہے۔
۶۔ رسولؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے مترادف ہے۔
۷۔ ہر پیغمبر اسی لیے مبعوث ہوا ہے کہ لوگ اس کے نقشِ قدم پر چلیں۔
۸۔ محبتِ الٰہی صرف ایسی صورت میں حاصل ہوسکتی ہے کہ آنحضرتؐ کے ارشادات و اعمال کی پیروی کی جائے۔
۹۔ جو لوگ آپ کی تعلیمات کی مخالفت میں سرگرم ہیں، ان کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔
۱۰۔ ایمان اس وقت تک تکمیل پذیر نہیں ہوتا جب تک آنحضرتؐ کے احکام و اوامر کو پورے اخلاص سے تسلیم نہ کیا جائے۔

رہا یہ سوال کہ قرآن نے آنحضرتؐ کے منصب اور فرائض کار کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے تو اس کو سمجھنے کے لیے نامناسب نہ ہوگا کہ پہلے تصورِ نبوت سے متعلق ان خیالات و افکار کا اختصار کے ساتھ ذکر کردیا جائے۔ جو یکسر ملحدانہ اور غلط ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس موضوع میں اصل اشکال یہ ہے کہ نبوت کا مسئلہ خالص دینی ہے اور جب اس کو حل کرنے کے لیے عقل و خرد کی واماندگی پر اعتماد کیا جائے گا تو اس سے لازماً نبوت کی عظمت و حقیقت پر روشنی نہ پڑ سکے گی اور نہ یہ بات واضح ہوسکے گی کہ انبیا کی تعلیمات میں جو ایک طرح کا توافق اور ارتقا و تسلسل پایا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ جس طرح سائنس کے مسائل کو غیر سائنسی اصولوں کی روشنی میں حل نہیں کیا جاسکتا، ٹھیک اسی طرح وہ مسائل جن کا تعلق خالصتاً دین سے ہے، ان کو غیر دینی وسائل و ذرائع کے بل بوتے پر حل کرنا ناممکن ہے۔ لیکن اس کا کیا کیجیے، بعض لوگوں نے اس کے باوجود اسرارِ نبوت تک پہنچنے کی ناکام کوشش کی۔ مثلاً کچھ لوگوں نے اسے کہانت کی ترقی یافتہ شکل قرار دیا، حالانکہ نبوت اور کہانت میں کوئی مماثلت نظر نہیں آتی، جن لوگوں نے عربی ادبیات میں کاہنوں سے منقولہ اقوال کا مطالعہ کیا ہے، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جہاں ارشاداتِ انبیا حکمت و دانائی اور رشد و ہدایت کے موتی ضوفگن ہیں، گہرائی اور عمق ہے، وہاں کہانت میں ڈھلے ڈھلائے، بے معنی اور سطحی جملوں کے سوا کوئی چیز پائی نہیں جاتی۔ کاہن کو انبیا و رسل

سے وہی نسبت حاصل ہے جو ذرہ کو آفتاب سے ۔۔۔ ان کے اقوال میں نہ صحت و بصیرت کی کوئی جھلک ہے، نہ زندگی کے معاملات میں کوئی پیغام و دعوت کا نظام پایا جاتا ہے، نہ اخلاق کو سنوارنے کی تعلیم ہے اور نہ اللہ تعالیٰ سے رشتۂ عبودیت استوار کرنے کا کوئی طریق مذکور، کیونکہ یہ ساری چیزیں انبیاء ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ نبوت اس شدید احساس و تاثر کا نتیجہ ہے جو معاشرے میں فکر و نظر کی گمراہیوں کو دیکھ کر ایک ذہین اور حساس مصلح انسان کے دل میں ابھرتا ہے۔ ہم اس امکان کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ معاشرے میں مروجہ برائیوں کے خلاف اصلاح کا جذبہ بعض حضرات کو اس حد تک مجبور کر دے کہ وہ ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر آمادہ ہو جائیں لیکن ان کے لیے یہ کیا ضرور ہے کہ وہ اپنے کو فرستادہ تصور کرنے لگیں اور اپنے خیالات و افکار کو وحی و تنزیل کا نتیجہ قرار دیں۔

نبوت کی ایک توجیہ نفسیات کے ماہرین نے یہ بیان کی ہے کہ یہ ایک نوع کی ذہنی بیماری ہے اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک شخص جو ذہنی و فکری لحاظ سے عدم توازن کا شکار ہے، متوازن و معقول اور قابلِ عمل نظامِ حیات پیش کر سکے، اعلیٰ اخلاقی و روحانی قدروں کو پیش کر سکے، تہذیب و تمدن کے سانچوں کو ترتیب دے سکے اور ان تمام گتھیوں کو سلجھا سکے، جن سے معاشرہ دوچار ہے۔ یہی نہیں، خود بھی ایسی پاکیزہ اور بلند زندگی بسر کر سکے، جو دوسروں کے لیے نمونے کی حیثیت رکھتی ہو۔ نبوت کے بارے میں یہ ان لوگوں کی توجیہات تھیں جو ادیان کی صداقت اور سچائی پر یقین نہیں رکھتے اور محض ظن و تخمین کی بنا پر یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دینی ذہن رکھتے ہیں، لیکن اس کے باوصف انہوں نے ٹھوکر کھائی ہے اور اس مسئلے کی تہ تک نہیں پہنچ پاتے۔ مثال کے طور پر بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ نبوت ولایت ہی کے اس مقام سے متعلق ایک حقیقت ہے جہاں پہنچ کر مجاہدہ و ریاضت سے سالک کا قلب اس لائق ہو جاتا ہے کہ اس پر وحی و تنزیل کی تجلیات کا انعکاس ہونا شروع ہو جاتا ہے دوسرے لفظوں میں نبوت اور ولایت میں جو فرق ہے وہ نوعیت کا نہیں درجے کا ہے۔

ہمارے نزدیک نبوت کی متصوفانہ تعبیر اس وجہ سے غلط ہے کہ قرآن کریم سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ منصبِ نبوت سے بہرہ مند ہونے سے پہلے ہر نبی نے سلوک و معرفت کی وہ تمام منزلیں طے کی تھیں، جن کی صوفیہ نے نشان دہی کی ہے۔ مزید برآں اس سے عقیدۂ ختمِ نبوت کی نفی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نبوت کسبی ہے وہبی نہیں۔ یعنی اگر آج بھی کوئی شخص تعلق باللہ کی اس منزل تک رسائی حاصل کر لے جس کو معرفت و سلوک کی اصطلاح میں آخری منزل کہا جا سکتا ہے تو وہ نبوت و رسالت کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہو سکتا ہے حالانکہ کوئی بھی صحیح العقیدہ مسلمان اس کا قائل نہیں۔ نبوت و ولایت میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ نبی وحی و تنزیل کے ذریعے جن حقائق تک رسائی حاصل کرتا ہے وہ تمام تر معروضی ہوتے ہیں اور ولی کے قلب و ذہن پر جو نقوش مرتسم ہوتے ہیں وہ موضوعی ہوتے ہیں، اور ان کا تانا بانا معاشرے کے حالات، اقدار و تعلیم و تربیت کے اسلوب و نہج سے تیار ہوتا ہے، اور ان میں جو تھوڑی بہت معروضیت پائی جاتی ہے، وہ بھی صاف اور واضح نہیں ہوتی بلکہ تعبیر طلب ہوتی ہے۔ ان نقوش و تاثرات کو ہم کشوف تو کہہ سکتے ہیں، وحی نہیں، کشوف کی شرعی حیثیت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ سالک کے ذاتی تجربات ہیں۔ لہٰذا ہر حال میں ان کی صحت کا معیار یہ ہے کہ آیا یہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے مطابق ہیں یا نہیں۔ جس طرح ایک مجتہد کا استدلال و استنباط صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی، اسی طرح کشوف میں بھی خطا و صواب دونوں کا امکان موجود ہے، بلکہ علامہ ابنِ تیمیہ کی زبان میں یہ کہنا چاہیے کہ کشف بھی ایک طرح کے اجتہاد ہی سے تعبیر ہے۔

دینی حلقوں میں ایک نہایت محدود اور بزعم خود غلط حلقہ ایسا بھی ہے جو نبوت و وحی کو اس سے زیادہ اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کی تنزیل کے لئے کسی شخص کو منتخب کر لیتا ہے تاکہ وہ اس کتاب کے متن اور الفاظ و حروف کو من و عن لوگوں تک پہنچا دے۔ لیکن اس کے اقوال و تشریحات اور عمل و کردار کے لیے ضروری نہیں کہ وہ بھی وحی و تنزیل کا نتیجہ ہوں، لہٰذا حجت و استدلال کا جہاں تک تعلق ہے اس کا سرچشمہ صرف وہ کتاب ہوگی جو اس پہ نازل ہوئی ہے۔ پیغمبر کا عمل اور ارشادات نہیں۔ ان کے نقطۂ نظر سے پیغمبر کی حیثیت محض مبلغ اور شارح کی ہے، شارع کی نہیں۔ ان کے ہاں ہر دور کے اہل علم کو یہ حق ہے کہ وہ معاشرے کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق اپنے طور پر کتاب اللہ کی تشریح کریں، شرع و تقنین کے سانچوں کو ڈھالیں، دین کی جزئیات اور تفصیلات کو متعین کریں اور لوگوں کی رہنمائی کے فرائض انجام دیں۔

نبوت و رسالت کا یہ گمراہ کن تصور دراصل اس مفروضے پر مبنی ہے کہ وحی الٰہی کا دائرہ صرف کتاب اللہ تک سمٹا ہوا ہے اور اس کی وسعتیں اور ضوفشانیاں نبی کے اعمال اور ارشادات کو متاثر نہیں کر پاتیں۔ حالانکہ وحی ایسا عمل ہے جو پیغمبر کی پوری زندگی کو اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے۔ اس لیے پیغمبر دینی حقائق کی تبیین و تشریح کے ضمن میں جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں۔ اس سے منشائے الٰہی کی پوری پوری ترجمانی ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم: ۳،۴)	اور وہ کوئی بات خواہشِ نفس سے منہ سے نہیں نکالتا، وہ تو وحی الٰہی ہے، جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۝ (احزاب: ۲۱)	تمہارے لئے پیغمبرِ خدا کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے

اللہ کی اطاعت اور رسول کی متابعت کو دو مختلف اور متضاد خانوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ یہ ایک ہی حقیقت کے دو مختلف اظہار یا پرتو ہیں۔ اللہ تعالیٰ کتب و صحائف کے ذریعے معاشرے کے مسائل کا حل نازل فرماتا ہے اور رسول اپنے عمل کردار اور تشریحات سے وحی و تنزیل ہی کی روشنی میں ان کو عملی جامہ پہناتا ہے۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ براہِ راست وحی کو علما کی اصطلاح میں وحی جلی کہا جاتا ہے اور اسی کی روشنی اور تاثیر کو وحی خفی ـــ اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیغمبر تو بھیجا گیا ہے مگر اس پر کوئی متعین کتاب نہیں نازل کی گئی، لیکن اس کے باوجود اس کی پیروی کو ضروری ٹھہرایا گیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ پیغمبر کی ذات بجائے خود حجت و دلیل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر نبی نے اپنے دور میں کتاب اللہ کی پیروی کے پہلو بہ پہلو اپنی پیروی کی بھی دعوت دی اور لوگوں سے کہا کہ اگر تم نجاتِ اخروی کے طالب ہو تو ہمارے نقشِ قدم پر چلو

حضرت نوحؑ نے فرمایا:

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ (الشعراء: ۱۰۹-۱۱۰)	میرا صلہ تو خدائے رب العٰلمین ہی پر ہے، تو خدا سے ڈرو، اور میرے کہنے پر چلو۔

حضرت ہودؑ نے کہا:

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ (الشعراء: ۱۲۶)	میں تو تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں، تو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

حضرت صالحؑ کا ارشاد ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ٥ (الشعراء: ۱۴۴) سو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

حضرت لوطؑ کا کہنا ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ٥ (الشعراء: ۱۶۲) سو خدا سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

حضرت شعیبؑ نے اسی پیرایۂ بیان میں بن کے رہنے والوں سے فرمایا:

اِنِّی لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ٥ (الشعراء: ۱۷۸، ۱۷۹) میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

حضرت مسیحؑ نے ان الفاظ میں بنی اسرائیل کو اپنی بعثت کے مقصد سے آگاہ کیا:

قَدْ جِئْتُکُمْ بِالْحِکْمَةِ وَلِاُبَیِّنَ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ٥ (الزخرف: ۶۳) میں تمہارے پاس دانائی لے کر آیا ہوں۔ نیز اس لیے کہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو، تم کو سمجھا دوں۔

آیئے اب یہ دیکھیں کہ ان توجیہات و تصورات کے مقابلے میں قرآن حکیم نے نبوت کا کیا تصور پیش کیا ہے۔ ہم پوری ذمہ داری سے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن حکیم نے واضح اور غیر مبہم انداز میں اس حقیقت کی پردہ کشائی کی ہے کہ رسالت و نبوت کا تعلق یکسر فیضانِ ربوبیت سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے یوں ہی نہیں چھوڑ دیا ہے کہ عقل و خرد کی وادیوں میں بھٹکتا پھرے، بلکہ انبیاء و رسل کو بھیج کر اس کی رہنمائی کی ہے:

قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ٥ (طٰهٰ: ۵۰) (موسیٰ نے) کہا ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل و صورت بخشی پھر راہ دکھائی۔

اس لیے کہ انسانی عقل و تجربہ بہرحال محدود و ناقص ہے۔ اس میں یہ استعداد نہیں پائی جاتی کہ وحی و تنزیل کی روشنی سے بے نیاز رہ کر تہذیب و تمدن کی گتھیوں کو کامیابی سے سلجھا سکے اور اپنے لیے ایسی راہِ عمل کا تعین کر سکے جس پر گامزن ہو کر یہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکے اور اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر سکے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ طریق رہا ہے کہ ہر دور میں تسلسل کے ساتھ ایسے اشخاص منتخب کر کے مبعوث فرمائے، جو ذہنی، اخلاقی اور روحانی طور سے اس طرح کامل ہوں اور اس لائق ہوں کہ انسان کو ضلالت اور گمراہی کی پستیوں سے نکال کر رشد و ہدایت کے فرازوں تک پہنچا سکیں۔ قرآن حکیم میں ہے:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۚ (الانعام: ۱۲۴) اس کو خدا ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کسے منصبِ نبوت سے نوازے۔

نبوت و رسالت کی ذمے داریاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کی جاتی ہیں تاکہ یہ لوگ خیر و خوبی کے قافلوں کو آگے بڑھا سکیں اور شر و برائی کے قلع قمع کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو سکیں۔ اس مضمون کو قرآن نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے، جس سے یہ بات نکھر کر فکر و نظر کے سامنے آجاتی ہے کہ نبوت و رسالت کا تعلق اللہ کی تدبیر اور نظامِ ربوبیت سے ہے۔ انسانی ماحول، معاشرے، استعداد، یا مجاہدہ و ریاضت سے نہیں:

کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ٥ (البقرہ: ۲۱۳) پہلے تو سب لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے تو خدا نے اُن کی طرف بشارت دینے

والے اور ڈرسنانے والے پیغمبر بھیجے۔

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم (آل عمران ۱۶۴)	خدا نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا۔

اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے انبیائے لیے رسل کا لفظ بھی استعمال کیا ہے:

لقد اخذنا میثاق بنی اسرآءیل وارسلنا الیھم رسلا (المائدہ: ۷۰)	ہم نے بنی اسرائیل سے عہد بھی لیا اور ان کی طرف پیغمبر ارسال کیے۔

آنحضرت کے بارے میں خصوصیت سے ارشاد فرمایا:

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و کفی باللہ شھیدا (الفتح ۲۸)	وہی ذات تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اور حق ظاہر کرنے کے لیے خدا ہی کافی ہے۔

اسی نظام ربوبیت کی آخری کڑی آنحضرتؐ کی ذات گرامی ہے اور آپ کے فرائض کار میں تین چیزیں داخل ہیں:

١- تعلیم و تبلیغ
٢- تزکیہ
٣- تبیین

جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بیک وقت معلم و مبلغ بھی ہیں، اور کتاب اللہ کے شارح اور مفسر بھی۔ تعلیم و تبلیغ سے مراد یہ ہے کہ آپ امت کو دین کے بنیادی حقائق سے آگاہ کریں، اس کے ذہنی افق کو بلند کریں اور فکر و نظر کی صلاحیتوں کو اس طرح جلا دیں کہ خدا کی کائنات اور انسان سے متعلق امت ان تمام معلومات سے بہرہ مند ہو سکے، جن پر کہ تہذیب و تمدن کا ارتقا اور تعمیر منحصر ہے۔

تزکیہ سے یہ مقصود ہے کہ آپ اپنے روحانی فیوض اور اسوۂ حسنہ سے امت کے اخلاق و کردار کو سنواریں، ان میں انسانی فرائض کا احساس پیدا کریں۔ ہمدردی، محبت اور تعاون و خیر سگالی کے جذبات کی پرورش کریں اور یہ بتائیں کہ انفرادی و اجتماعی سطح پر تقویٰ، پرہیزگاری اور تعلق باللہ کی منزلوں کو کیوں کر کامیابی سے طے کیا جا سکتا ہے۔

تبیین کے معنی یہ ہیں کہ قرآن حکیم میں فرائض و اعمال کے بارے میں جو کچھ بھی مذکور ہے اس کی وضاحت اپنے قول و عمل سے کریں اور جہاں جہاں بھی تشریح طلب امور و احکام مذکور ہیں وہاں ان کی تشریح کریں اور امت کو پوری پوری تفصیلات سے آگاہ فرمائیں مثلاً یہ کہ مسلمان پر شب و روز میں کتنی نمازیں فرض ہیں، قیام، رکوع اور سجود میں کیا پڑھنا چاہیے، مناسک حج کیا کیا ہیں نکاح، طلاق اور بیوع یا معاملات سے متعلقہ آیات کا کیا مفہوم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب اور فرائض کار کے بارے میں ہم نے جو تجزیہ پیش کیا ہے اس کی تائید ان آیات سے ہوتی ہے:

کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم اٰیتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتب والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون (البقرۃ: ۱۵۱)	منجملہ اور نعمتوں کے جس طرح ہم نے تم میں تم ہی میں سے ایک رسول بھیجے ہیں جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور تمہیں پاک بناتے اور کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔
یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک	اے رسول! جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ

من ربک ۔ (المائدہ : ۶۷)

پر نازل کیا گیا ہے سب کا سب پہنچا دیجیے۔

یاھل الکتب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتب (المائدہ : ۱۵)

اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ہمارے پیغمبر آ گئے ہیں کہ جو کچھ تم کتاب الٰہی میں سے چھپایا کرتے تھے۔ وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں کھول کر بتا دیتے ہیں۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون ۰ (النحل : ۴۴)

اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے تاکہ جو ارشادات لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر کھول کر بیان کر دیں اور تاکہ وہ غور و فکر سے کام لیں۔

ثم ان علینا بیانہ ۰ (القیمۃ : ۱۹)

پھر اس کے (یعنی قرآن کے) معانی کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔

قرآنِ حکیم نے جس طرح تصورِ نبوت و رسالت کو نکھارا اور بیان کیا اور جس انداز سے آنحضرت ﷺ کی اطاعت و اتباع کو ضروری ٹھہرایا، اسی کا یہ نتیجہ اور فیض تھا کہ مسلمانوں نے ہر دور میں نہ صرف آپ ﷺ کے نقوشِ قدم کی پیروی کی سعادت حاصل کی بلکہ ان نقوش کو اُجاگر بھی کیا اور اُن کی حفاظت و صیانت کا اہتمام بھی کیا۔

دعاء صحت

جانشین امیر شریعت کی شدید علالت

حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری دامت برکاتہم شدید علیل ہیں۔ اور گھر پر زیر علاج ہیں احباب ان کی صحت یابی کے لئے خاص طور پر دعاء کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی عطاء فرمائے اور ان کا سایہ ہم پر قائم رکھے (آمین)

ماضی کے جھروکے سے

۲۶ اپریل ۱۹۴۶ء
اردو پارک دہلی

پاکستان کیا ہو گا؟

حضرت امیر شریعت کا تاریخی خطاب

۲۷ مارچ ۱۹۴۶ء کو آل انڈیا مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی کے اجلاس سے فارغ ہو کر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رفقاء مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری کی معیت میں لاہور سے دہلی روانہ ہوئے۔ ان دنوں دہلی میں برطانوی مشن (کرپس مشن) مسلم لیگ اور کانگریس سے "تقسیم" "پاکستان" کے سلسلہ میں مذاکرات میں مصروف تھا۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ایک ماہ انتہائی مصروف گذارا۔ ان دنوں دہلی کے مختلف علاقوں میں احرار کے جلسوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جس سے گورنمنٹ برطانیہ کافی پریشان تھی۔ بالآخر استبدادی حکومتوں کے ہتھکنڈے استعمال کیے گئے۔ احرار کے اجتماعات پر پابندیاں لگانی شروع کر دیں۔

۲۶ اپریل ۱۹۴۶ء کو اردو پارک دہلی میں ایک بڑے جلسۂ عام کا اہتمام کیا گیا۔ اس جلسہ میں حضرت امیر شریعت نے ایک زبردست کثیر اجتماع سے آخری خطاب فرمایا۔ اس کے بعد وہ کبھی دہلی نہ جا سکے۔ اس اجتماع میں تقریباً پانچ لاکھ افراد نے شرکت کی۔ دہلی میں اس سے پیشتر اتنا عظیم اجتماع کبھی نہیں ہوا تھا۔ اس اجلاس کی صدارت حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ سرانجام دے رہے تھے۔ پنڈال میں نظم و ضبط برقرار رکھنا سرخ پوش احرار رضاکاروں کے ذمہ تھا۔ پنڈال کے چاروں طرف احرار رضاکاروں کے دستے تعینات تھے۔ احرار کے سرخ ہلالی پرچم فضاؤں میں لہراتے ہوئے گل و لالہ کی سی بہار دکھا رہے تھے۔ اسٹیج زمین سے بلند چبوترے کی شکل میں بنایا گیا تھا، جس پر بجائے کرسیوں کے سفید چادریں بچھا کر ان پر گاؤ تکیے لگا دیئے گئے تھے۔ ان وقت سٹیج پر ہندوستان کی عظیم شخصیتیں اور قافلۂ آزادی کے سالار فروکش تھے جن میں مجلس احرار کے مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، ماسٹر تاج الدین انصاری اور جمیعت العلماء ہند کے بہت سے اکابر (جن میں حضرت مدنی اور حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی خاص طور پر قابل ذکر ہیں) موجود تھے اجلاس کا آغاز قرآن حکیم کی تلاوت اور چند نظموں سے کیا گیا۔

شیخ حسام الدین نے مجلس احرار اسلام کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے اس اجتماع کی غرض و غایت بیان کی۔ اس کے بعد مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی نے تقریر کا آغاز کیا۔ حضرت مولانا کی تقریر کے دوران اچانک انسانوں کے اس سمندر میں ایک لہر اٹھی اور ایک ارتعاش پیدا ہوا۔ دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ شوق دید تجسس کے لئے سرگرداں ہوا کہ امیر شریعت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں نے جلسے کے امن و سکون کی ساری طنابیں توڑ دیں۔ نظم و ضبط کو درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ عوام اپنے محبوب رہنما کی

ایک جھلک دیکھنے کے لئے والہانہ انداز میں سراپا نیاز اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت امیر شریعت سٹیج پر تشریف لائے اور اپنی انتہائی دلاویز مسکراہٹ سے عوام کے پرتپاک خیر مقدم کا جواب دیا۔ ابھی حضرت امیر شریعت بیٹھے ہی تھے کہ ایک دوسرا قافلہ آن پہنچا جس میں پنڈت جواہر لال نہرو نمایاں تھے۔ اسٹیج اس وقت بین الاقوامی شخصیتوں کے اجتماع سے ایک عجیب منظر پیش کر رہا تھا۔

تقریباً ساڑھے گیارہ بجے رات حضرت امیر شریعت مائیک پر تشریف لائے۔ آپ نے انسانی سروں کے اس بحر بیکراں پر ایک بھرپور نظر ڈالی۔ ایک مرتبہ دائیں دیکھا پھر بائیں۔ جیسے لوگوں کی پیشانیوں سے تقریر کا موضوع تلاش کر رہے ہوں۔ پھر خلاف معمول خطبۂ مسنونہ سے پہلے آپ نے تقریر کا آغاز یوں فرمایا:

"آپ حضرات درود شریف پڑھیں۔"

پھر دوبارہ فرمایا۔

"درود شریف پڑھیں۔

تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا۔

لوگ حیران تھے کہ آج شاہ جی اتنے بڑے عدیم المثال سیاسی اجتماع میں تقریر کا آغاز کس انداز میں کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ آج یہ نئی رسم کیوں؟ عوام کے چہروں سے ابھرنے والے اس سوال کے جواب میں حضرت امیر شریعت نے خود ہی فرمایا:

"آج میں نے یہ عمل اس لئے کیا ہے کہ اتنے بڑے عظیم اجتماع کے باوجود یار لوگ صبح کے اخبارات میں لکھ دیں گے کہ: رات مجمع تو چار پانچ لاکھ کا تھا مگر اس میں مسلمان ایک بھی نہ تھا۔ اس لئے میں نے درود شریف پڑھوالیا ہے تاکہ دوستوں کو معلوم ہو جائے کہ اس اجتماع میں مسلمان ہیں۔ یہ اجتماع ہی مسلمانوں کا ہے۔ اس پر تمام مجمع کشت زعفران بن گیا....

بعد ازاں آپ نے اپنے مخصوص انداز میں قرآن کریم کی تلاوت کی۔

جوں جوں وقت گزرتا جاتا حضرت امیر شریعت کے گلے کی حلاوت اور آواز کے سوز سے ایسا محسوس ہوتا جیسے آیات خداوندی کا نزول ہو رہا ہے۔ الفاظ جیسے جیسے بڑھتے گئے، قرآن حکیم اپنے معانی و مطالب خود واضح کرتا جاتا۔ لاکھوں انسانوں کا اجتماع پتھروں کا ڈھیر معلوم ہوتا تھا۔ چاروں طرف ہُو کا عالم اور ایک ایسا سناٹا کہ سوئی گرے تو آواز آئے اور عوام مبہوت بیٹھے تلاوت کلام الٰہی سن رہے تھے۔ رکوع ڈیڑھ رکوع پڑھنے کے بعد حضرت امیر شریعت نے تلاوت ختم کی تو پنڈت جواہر لال نہرو اٹھے اور مائیک پر حضرت امیر شریعت کے قریب آکر کھڑے ہوگئے اور معذرت خواہانہ انداز میں گویا ہوئے۔

"بھائیو! میں تو صرف بخاری صاحب کا قرآن سننے کے لئے حاضر ہوا تھا، اب میں معذرت کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں، برطانوی مشن کی آمد کے باعث مصروفیت زیادہ ہے۔"

اس کے بعد جواہر لال نہرو اور لارڈ پیتھک سٹیج سے اتر کر چلے گئے۔ حضرت امیر شریعت نے خطبہ

مسنونہ کے بعد تقریر کا آغاز کیا۔

آپ نے فرمایا:-

"حضرات! آج میں نے کوئی تقریر نہیں کرنی بلکہ چند حقائق ہیں جنہیں میں بلا تمہید کہنا چاہتا ہوں۔

اس وقت آئینی اور غیر آئینی دنیا میں خواہ دنیا کے اس علاقے کا تعلق ایشیاء سے ہو یا یورپ سے، جو بحث چل رہی ہے وہ یہ ہے کہ آیا ہندوستان میں ہندو اکثریت کو مسلم اقلیت سے جدا کر کے برصغیر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ قطع نظر اس کے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ مجھے پاکستان بن جانے کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات پر کہ صبح کو سورج مشرق سے طلوع ہوگا! لیکن یہ پاکستان وہ پاکستان نہیں ہوگا جو دس کروڑ مسلمانانِ ہند کے ذہنوں میں اس وقت موجود ہے اور جس کے لئے آپ بڑے خلوص سے کوشاں ہیں، ان مخلص نوجوانوں کو کیا معلوم کہ کل ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟

بات جھگڑے کی نہیں، سمجھنے اور سمجھانے کی ہے، سمجھا دو مان لوں گا۔ لیکن تحریک پاکستان کی قیادت کرنے والوں کے قول و فعل میں بلا کا تضاد اور بنیادی فرق ہے۔ اگر آج مجھے کوئی اس بات کا یقین دلا دے کہ کل ہندوستان کے کسی قصبہ کی گلی میں، کسی شہر کے کسی کوچہ میں حکومت الہیہ کا قیام اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہونے والا ہے تو رب کعبہ کی قسم! میں آج ہی اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آپ کا ساتھ دینے کو طیار ہوں......!

لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ جو لوگ اپنی اڑھائی من کی لاش اور چھ فٹ کے قد پر اسلامی قوانین کو نافذ نہیں کر سکتے، جن کا اٹھنا بیٹھنا، جن کا سونا، جن کا جاگنا، جن کی وضع قطع، جن کا رہن سہن، بول چال، زبان و تہذیب۔ کھانا پینا، لباس وغیرہ، غرضیکہ کوئی چیز بھی اسلام کے مطابق نہ ہو وہ دس کروڑ کی انسانی آبادی کے ایک قطعۂ زمین پر اسلامی قوانین کس طرح نافذ کر سکتے ہیں؟ یہ ایک فریب ہے اور میں یہ فریب کھانے کے لئے ہرگز طیار نہیں۔

پھر آپ نے کلہاڑی کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر تقسیم کے بعد مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کا نقشہ سمجھانا شروع کر دیا۔

آپ نے کہا:-

"اُدھر مشرقی پاکستان ہوگا، اِدھر مغربی پاکستان ہوگا۔ درمیان میں چالیس کروڑ متعصب ہندو کی آبادی ہوگی، جس پر اس کی اپنی حکومت ہوگی اور وہ حکومت لالوں کی حکومت ہوگی۔ کون لالے؟ لالے دولت والے، لالے ہاتھیوں والے، لالے عیار لالے، لالے مکار لے..........!

ہندو اپنی مکاری اور عیاری سے پاکستان کو ہمیشہ تنگ کرتا رہے گا، اسے کمزور بنانے کی ہر کوشش کرے گا۔ اس تقسیم کی بدولت آپ کے دریاؤں کا پانی روک دیا جائے گا، آپ کی معیشت تباہ کرنے کی کوشش کی جائے گی اور آپ کی حالت یہ ہوگی کہ بوقت ضرورت مشرقی پاکستان، مغربی پاکستان کی اور مغربی

پاکستان، مشرقی پاکستان کی کوئی سی مدد کرنے سے قاصر ہو گا۔ اندرونی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہو گی۔ اور یہ خاندان زمینداروں، صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کے خاندان ہوں گے۔ انگریز کے پروردہ فرنگی سامراج کے "خود کاشتہ پودے۔" سروں، نوابوں اور جاگیرداروں کے خاندان ہوں گے، جو اپنی من مانی کارروائیوں سے محب وطن اور غریب عوام کو پریشان کر کے رکھ دیں گے۔ غریب کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ ان کی لوٹ کھسوٹ سے پاکستان کے کسان اور مزدور نانِ شبینہ کو ترس جائیں گے۔ امیر، امیر تر ہوتا چلا جائے گا، اور غریب، غریب تر۔

رات کافی بھیگ چکی تھی، حضرت امیر شریعت اپنی سیاسی بصیرت کے موتی بکھیر رہے تھے۔ مستقبل سے ناآشنا مسلمان، منہ کھولے انجانے واقعات کو حیرت و استعجاب کے عالم میں سن رہا تھا۔ امیر شریعت نے ہندو سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"پاکستان کی بنیاد ہندو کی تنگ نظری اور مسلمان دشمنی پر استوار ہوئی ہے۔ دولت سے پیار کرنے والے ہندو نے گائے کی پوجا کی، پیپل مہاراج پر پھول چڑھائے، چیونٹیوں کے بلوں پر شکر اور چاول ڈالے، سانپ کو اپنا دیوتا مانا...... لیکن مسلمان سے ہمیشہ نفرت کی۔ اس کے سائے تک سے اپنا دامن بچائے رکھا۔ پھر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ ذات پات کے پجاری بڑے سے بڑے ہندو نے اچھوتوں پر اپنے مندروں کے دروازے کھول دئے لیکن مسلمان کے لئے اپنے دل کے دروازے کبھی وا نہ کئے۔ آج اسی تنگ نظری، تعصب اور حقارت آمیز نفرت کا نتیجہ ہے کہ مسلمان اپنا الگ وطن مانگنے پر مجبور ہوا ہے اور کانگریس یہ سب کچھ دیکھ کر بھی اپنی مصلحتوں کی بناء پر خاموش رہی۔ اگر کانگریسی رہنماء ہندو مہاسبھا، آریہ دل، جن سنگھی انتہا پسند اور اسی قسم کی تحریکوں کو اپنے اثر سے ختم کر دیتے اور وہ کر سکتے تھے تو مسلم لیگ کو یہاں پنپنے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی، مگر کیا کیا جائے...... کہ یہ کوڑھ کانگریس کے اپنے اندر سے پھوٹا ہے، جو بیماری جسم کے اندر سے پیدا ہو اس کا علاج محض باہر کے اثرات کو تبدیل کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ کانگریس نے ہمارے ساتھ بھی نباہ نہ کیا۔ اگر مسلم لیگ سے بگاڑ پیدا کیا تھا تو نیشنلسٹ مسلمان کی بات ہی مان لی ہوتی، لیکن ایسا نہ ہو سکا! اور ہوا کیا؟ کہ آج اس قدر قربانیوں کے باوجود دونوں فرنگی کو اپنا ثالث مان رہے ہیں! کون فرنگی؟ جو ہندوستان کے باسیوں کے لئے کبھی بھی صحت مند اور انصاف پر مبنی فیصلہ نہیں دے سکتا!

اے کاش! کانگریس نے ہم سے نہیں تو مسلم لیگ سے ہی بنائی ہوتی، تاکہ آپس میں مل بیٹھ کر کوئی صحیح حل تلاش کر لیا جاتا۔"

رات کافی گزر چکی تھی۔ سحر قریب تھی اور حضرت امیر شریعت بے تکان بولے جا رہے تھے، کیا مجال کہ ایک متنفس بھی کہیں سے ہلا ہو۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ جیتے جاگتے انسان نہیں بلکہ انسانی شکل و صورت میں پتھر کی مورتیاں پڑی ہیں۔

آخر میں حضرت امیر شریعت نے زوردار آواز میں کہا۔ **مسلم لیگ اور کانگریس دونوں سنو!**

امیر جمع ہیں۔ احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

"یاد رکھو! آج اگر تم باہم مل بیٹھ کر کوئی معاملہ بھی طے کر لیتے تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہوتا۔ تم الگ الگ رہ کر بھی باہم شیر و شکر رہ سکتے تھے مگر تم نے اپنے تنازعہ کا انصاف فرنگی سے مانگا ہے اور وہ تم دونوں کے درمیان کبھی ختم ہونے والا فساد ضرور پیدا کر کے جائے گا جس کی وجہ سے تم دونوں قیامت تک چین سے نہیں بیٹھ سکو گے اور آئندہ بھی تمہارا آپس کا کوئی سا تنازعہ باہمی گفتگو سے کبھی بھی طے نہیں ہو سکے گا۔ آج انگریز کے فیصلے سے تم تلواروں اور لاٹھیوں سے لڑو گے تو آنے والے کل کو توپ اور بندوق سے لڑو گے۔ تمہاری اس نادانی اور من مانی سے اس برصغیر میں انسانیت کی جو تباہی ہو گی، عورت کی جو بے حرمتی ہو گی، اخلاق و شرافت کی تمام قدریں جس طرح پامال ہوں گی، تم ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں وحشت و درندگی کا دور دورہ ہو گا۔ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہو جائے گا۔ انسانیت اور شرافت کا گلا گھونٹ دیا جائے گا نہ کسی کی عزت محفوظ ہو گی، نہ مال، نہ جان، نہ ایمان اور اس سب کا ذمہ دار کون ہو گا........؟ تم دونوں!....."

"لیکن تم یہ سب کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ تمہاری آنکھوں میں تمہاری اپنی خود غرضیوں اور ہوس پرستیوں نے پردہ ڈال رکھا ہے اور تم ایک ایسے شخص کی مانند ہو جو عقل رکھتا ہے، مگر صحیح بات سوچنے سے عاری ہے، کان ہیں مگر سن نہیں سکتا، آنکھیں ہیں مگر بصیرت چھن چکی ہے۔ اس کے سینے میں دل تو دھڑک رہا ہے مگر احساسات سے خالی محض گوشت کا ایک لوتھڑا۔

فَاِنَّهَا لَاتَعمَی الاَبصَارُ وَلٰكِن تَعمَی القُلُوبُ الَّتِی فِی الصُّدُورِ۔

ابھی تقریر جاری تھی کہ اتنے میں اذان کی آواز کانوں میں پڑی اور حضرت امیر شریعت نے دہلی والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

"دہلی والو سن رکھو! میری یہ باتیں یاد رکھنا۔ حالات بتا رہے ہیں کہ اب زندگی میں جیتے جی پھر کبھی ملاقات نہ ہو سکے گی۔

اب تو جاتے ہیں مے کدے سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

حضرات! یہ تھے چند حقائق جن کو میں بغیر کسی تمہید کے کہنا چاہتا تھا اور آج میں نے کہہ دیئے ہیں اور اب

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

یت روایت کے مطابق کرپس مشن کے ارکان جلسہ کا جائزہ لینے کے لئے جلسہ گاہ کے گرد گھومتے رہے اور کچھ دیر ٹھہر کر چلے گئے۔ مگر اسٹیج پر نہیں آئے۔ ادھر مولانا ابوالکلام آزاد اپنی کوٹھی پر اس تاریخی جلسہ کی کارروائی سننے کے لئے بیتاب تھے۔ صبح چند احرار دوست ان کے ہاں حاضر ہوئے تو علیک سلیک کے بعد مولانا نے پہلا سوال شاہ جی کی تقریر سے متعلق کیا۔ جب انہیں تقریر کے مفہوم سے آگاہ کیا گیا تو وہ بہت مسرور ہوئے اور مولانا کا چہرا خوشی سے تمتما اٹھا۔ اسلئے کہ تقسیم قبول کرنے پر مولانا خود کانگریس سے نالاں تھے۔

پاکستان میں کیا ہو گا؟

زلفیں ہوں گی، شانے ہوں گے
کھیں کھیں افسانے ہوں گے
دین اور مذہب کے مرقد پر
شمعیں اور پروانے ہوں گے

(حضرت امیر شریعت)

ہمارا پوسٹ کوڈ نمبر 60000 ہے۔
آپ کا پوسٹ کوڈ نمبر کیا ہے؟

دو تین ماہ سے اکثر قارئین کو شکایت ہے کہ انہیں نقیب ختم نبوت نہیں مل رہا۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ محکمہ ڈاک نے پوسٹ کوڈ نمبر لازمی قرار دے دیا ہے۔ جس پتہ پر کوڈ نمبر درج نہیں ہوتا عموماً وہی ڈاک ہمیں واپس موصول ہوتی ہے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے ڈاکخانہ سے اپنا پوسٹ کوڈ نمبر معلوم کر کے ہمیں لکھ بھیجیں۔ تاکہ پرچہ کی ترسیل کو ممکن حد تک یقینی بنایا جا سکے۔ (ادارہ)

نظم

پاکستان میں کیا کیا ہو گا؟

علامہ انور صابری

علامہ انور صابری مرحوم برصغیر کے معروف شاعر تھے۔ ان کی نظموں نے تحریکِ آزادی کو زبردست تقویت پہنچائی۔ اور آزادی کے کارکنوں کا حوصلہ بڑھایا۔

ذیل کی نظم ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے موقع پر کہی گئی۔ اور ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر تقسیم ہوئی۔ ۴۹ برس قبل انہوں نے اس نظم میں جن خدشات کا اظہار کیا وہ آج حقائق کی صورت میں ہمارے سامنے ہیں۔ قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید (ادارہ)

چار طرف میخانے ہوں گے گردش میں پیمانے ہوں گے
رندوں کی شمشیر کے نیچے مذہب کے دیوانے ہوں گے
ختم نئے ماحول کے اندر واعظ کے افسانے ہوں گے
پاکستان میں کیا کیا ہو گا!

دور نہ ہو گی فاقہ مستی یوں ہی رہے گی فقر کی پستی
مٹ نہ سکی ہے مٹ نہ سکے گی دولت کی انسان شکستی!
پاکستان کے اندر ہو گی دولت مہنگی غربت سستی
پاکستان میں کیا کیا ہو گا!

تا بہ حد معراج کریں گے جشنِ تخت و تاج کریں گے
مذہب ہی کی اوڑھ کے چادر مذہب کو تاراج کریں گے
ابن علیؓ کے دشمن بنکر شمر کے بیٹے راج کریں گے
پاکستان میں کیا کیا ہو گا!

غیروں سے یارانے ہوں گے اپنے سب بیگانے ہوں گے
شمع بنے گا خونِ غریباں! روشن عشرت خانے ہوں گے
پُر بجا کے غمگین دلوں پر راجہ خنجر تانے ہوں گے
پاکستان میں کیا کیا ہو گا!

زخم سے خالی ہر دل ہو گا! حاکم جور کا مائل ہو گا!

ڈوبے گی ایمان کی کشتی غرقِ طوفاں ساحل ہو گا
بھیس میں انساں کے خود انساں انسانوں کا قاتل ہو گا
پاکستان میں کیا کیا ہو گا!
زرداروں کی عزت ہو گی ہر مفلس کی درگت ہو گی!
رسوا ہو گا نامِ محبت! اوج پہ جنسِ نفرت ہو گی
پیکرِ عصمت زینت خانہ بازاروں کی زینت ہو گی

سر سے پاتک دھوکا ہو گا!
پاکستان میں کیا کیا ہو گا!

(انور صابری مرحوم)

احرار ختم نبوت سنٹر کی تعمیر

جدید مرکز احرار دارالعلوم ختم نبوت اور احرار ختم نبوت سنٹر مقابل مرکزی مسجد عثمانیہ، معاویہ چوک، ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی۔ کی تعمیر کا کام جاری ہے ضلع ساہیوال بالخصوص علاقہ چیچاوطنی کے ساتھی خصوصی توجہ فرمائیں۔

رابطہ:۔

دفتر احرار جامع مسجد بلاک نمبر۱۲ چیچا وطنی۔

قادیانیوں کے یہودیوں سے روابط اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں!
ایک تحقیقی کتاب جس کے کسی حوالہ کو کوئی مرزائی آج تک ردنہیں کرسکا۔

ابونذرہ

قادیان سے اسرائیل تک

قیمت =/60روپے

بخاری اکیڈمی،مہربان کالونی ملتان۔

مُنکرینِ حیات وسماعِ موتیٰ کی خدمت میں

تحفہ ہدایت

اور تحقیق سماع موتیٰ کے بارے میں یہ ہے کہ

بدن نہیں سنتے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے، اور باقی آیات بھی دال عدم سماع موتیٰ پر ہیں، اور روح زندہ ہے۔ وہ سنتا ہے جب قریب ہو، ہاں نزاع امام صاحب (ابو حنیفہ) اور امام شافعی کا اس بات میں ہے، آیا روح قبور سے نزدیک ہیں یا اعلیٰ علیین میں

(بُلغتہُ الحیران، ص ۲۵۷، مصنفہ: مولانا حسین علی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ)

فَاِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتیٰ کی ذیل میں۔ ❋ ❋

عَنْ عَمر و بن حَزْمٍ قَالَ رَاٰنِی النَّبِیﷺ مُتَّکِئاً عَلیٰ قَبْرٍ فَقَالَ لَا تُوْذِ صَاحِبَ ھذَا الْقَبْرِ اَوْلَا تُوْذِہٖ(رواہ احمد مشکوٰۃ ص ۱۴۹)

ترجمہ:۔ حضرت عمرو بن حزم فرماتے ہیں میں ایک قبر پر ٹیک لگائے بیٹھا تھا، رسول اللہﷺ نے مجھے دیکھ لیا تو فرمایا قبر والے کو دُکھ نہ دے۔ سوال یہ ہے جب قبر میں کچھ بھی نہیں ہے، جسم بھی نہیں، روح بھی نہیں، تو کس کو ایذاء اور کیسی ایذاء؟

❋ ❋

قبر سازوں کی خدمت میں
خاتم النبیین والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَن یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَن یُّبْنٰی عَلَیْہِ وَاَن یُّقْعَدَ عَلَیْہِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبر پختہ کرنے اور اس پر عمارت بنانے سے اور اس پر بیٹھنے سے۔ (رواہ مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَن یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَن یُّکْتَبَ عَلَیْہِ وَاَن تُوطَاَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پختہ قبر بنانے سے اس پر لکھنے سے اور اسے روندنے سے! (رواہ الترمذی)

عَنْ اَبِی مَرْثَدِ الغَنَوِی قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لَا تَجْلِسُوا عَلَی الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَیْھَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا نہ قبروں پر بیٹھو نہ قبروں کی طرف نماز پڑھو۔

"کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد"

سید عطاء المحسن بخاری

مادی تصورات اور مادی حقیقتیں ماننے والے لوگ روحانی حقیقتوں کا فہم ہی نہیں رکھتے۔ ادراک و معرفت تو ان کی مادی عقل سے صدیوں کے فاصلہ پر ہے۔ مادے میں مسلسل تغیر ان کی عقل کو متغیر کر دیتا ہے اور وہ ایک نئے تغیر کو حقیقت سمجھ کر اسکے تعاقب میں بھاگ کھڑے ہوتے اور قلم کے زور سے منوانا شروع کر دیتے ہیں۔ ان بے چاروں کی حالت نار دیدنی ہوتی ہے۔ ابھی وہ اس تغیر کو حقیقت مان کے، منوانے کے عرصہ میں جشن منا رہے ہوتے ہیں کہ ایک اور تغیر حقیقت کا لبادہ اوڑھے ان بے چاروں کا منہ چڑانے کے لئے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اسی مادی جدلیت سے پیدا ہونے والے کمیونزم کو دیکھئے، جہاں اس نے جنم لیا وہاں تو یہ پیدا ہوتے ہی مر گیا تھا لیکن جہاں پینتیس لاکھ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار کے اس مادی تغیر نے حقیقت کا وجود دھارا تھا آج یہ وہاں بھی مر چکا ہے اور واپس ہو رہا ہے، یورپ کے غلیظ ماحول کو پکار رہا ہے۔ انسان کو اپنی آمد پر بھی قتل کیا اور واپسی پر قتل کر رہا ہے اور بے دریغ قتل کر رہا ہے۔ انسان مر رہا ہے مگر یہ مادی عقل والا دو پایہ اپنی بقا کا راستہ تلاشتا ہوا پھر اسی جنگل میں واپس آگیا ہے جہاں سے انسانیت کی ترقی و برتری کے لیئے نکلا تھا۔

اسکے برخلاف روحانی حقیقتیں اور انکا ادراک و یقین، غیر متزلزل اور غیر متغیر ہے۔ اسمیں جنس، صنف اور ذات کا تغیر کبھی نہیں ہوگا، خواہ کتنے موسمی اور مادی تغیرات کی تہیں کیوں نہ جم جائیں۔ مثلاً توحید، رسالت، قیامت...... ان حقیقتوں میں کوئی تغیر بھی نہیں آیا اور نہ بوزنے کی متغیر عقل اسمیں تغیر برپا کر سکی ہے۔ ان حقیقتوں کے انکار سے وہ کہ ایک مادہ تھا متغیر ہو گیا، بگڑ گیا، مسخ ہو گیا (اس شہابیے کی طرح جو افلاک کی وسعتوں سے گرتا ہوا زمین تک آ کے بھسم ہو جاتا ہے اور بس)

مگر توحید و رسالت اور آخرت کی حقیقتوں میں تغیر رونما نہ کر سکا۔ ان حقیقتوں کی دریافت یقین سے وابستہ ہے۔ یقین کے بغیر یہ حقیقتیں، ان کی معرفت، ان کا ادراک حاصل نہیں ہو سکتا اور یقینیات میں اجتہاد نہیں ہوتا۔ اجتہاد پیش آمدہ واقعات و حالات میں تو ہوتا ہے اور اسمیں فرقوں میں تقسیم ہونے کا کوئی خدشہ نہیں۔ فرقوں میں تقسیم ہوتا ہے جب آدمی زادہ یقینیات کے مقابلے میں گمان کو یقین بنانے پہ تل جائے اور اس کے لئے اپنی طبعی قساوت، شقاوت، اور بغاوت کو کام میں لائے اپنی جبلی خباثتوں کو حقیقت کا روپ دیدے۔ مثلاً مسلّم حقیقت یہ ہے کہ غیر محرم مرد جب بھی غیر محرم عورتوں سے مخلوط ہو گا، بدکاری جنم لے گی۔ اب اسمیں بوزنے کی عقل نے اجتہاد کیا۔ بکرے، بکریاں، بھیڑیں، بھیڈو، چڑے، چڑیاں، کوے، کویاں یہ سب بھی ہماری طرح حیوان ہیں مگر ان کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں۔ لہذا ہم پر بھی پابندی غلط

ہے۔ یہ غلامی کی یادگار ہے، یہ جاہلوں کا شیوہ ہے۔ لہذا اختلاط اور آزادی لازم و ملزم ہیں۔ یہ تو فرقہ بنا کہ اس نے دین کی بنیادی حقیقت کا انکار کر کے ایک جنسی خبث کو اچھا نام دیکر حقیقت کو متغیر کرنے کی ناپاک کوشش کی اور اس برے تغیر کو حقیقت کا نام دے ڈالا۔ یہ درست ہے کہ جتنے لذیذ تغیر ہونگے وہ چتر حقیقت بن کے حیوانی عقل پر سایہ فگن رہیں گے اور اس شخص کے لئے حقیقت کا چہرہ چھپا رہے گا کہ وہ اس یقین کی نعمت سے محروم ہے۔ جس سے حقیقتیں پہچانی جاتی ہیں۔ یہی حال تمام جبلتوں کا ہے۔ جب ان جبلتوں کو منظم کر لیا جائے تو فطرت ثانیہ بن جاتی ہیں۔ عورت کی مثال ہی لیجئے، عورت اور مرد کی چاہت، خواہش، جذبہ، محبت مسلم مگر جبلت کی ان کیفیتوں کو اگر کھلا چھوڑ دیا جائے تو جنسی انار کی پیدا ہو جائے گی۔ جیسے یورپ اور امریکہ میں، اور ان کی نقالی میں اب پاکستان میں جنسی انارکی "بکثرت پائی جاتی ہے"۔ اور اگر انہی جبلی کیفیتوں کو منظم کر لیا جائے اور دین کے ماتحت منظم کیا جائے اور اس انارکسٹ لڑکے لڑکی کو شادی کے بندھن میں باندھ دیا جائے تو خیر غالب ہو گی، شر مٹ جائے گا۔ اس کا واضح مطلب یہ نکلتا ہے کہ انسان کے دین کے ماتحت ہو کے منظم ہونے کا نام خیر ہے اور اسمیں اجتہاد کا نام شر ہے۔ محبت کتنی اعلیٰ قدر ہے مگر اسکی بلندی و برتری اسی وقت تک قائم رہے گی۔ جب ماں، بہن، بیٹی اور بیوی سے محبت کی جائے گی اور اگر کوئی نظر باز اور دل پھینک ہو جائے تو اس محبت میں سفلگی، خباثت، خساست، وحشت اور شرارت آجائیگی اور اس شر سے نفرت عین فطرت ہے! اسی میں انسانی ترقی و برتری مضمر ہے۔

اے اولوالالباب، عقل انسانی سے کام لو!

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد

(بقیہ از صفحہ ۳۴)

مارے جا رہے ہیں"۔

معین باری یہ خبر پڑھ کر خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا کہ اس کی نشاندہی اور توجہ دلانے سے کتنی بڑی سازش پکڑی گئی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ میں یہاں بیوی بچوں کے مالی تحفظ کے لیے آیا تھا' لیکن اللہ پاک نے مجھ سے تحفظ ختم نبوت کا کتنا بڑا کام لے لیا۔ میں اپنے اہل و عیال کی معاشی حفاظت کے لیے یہاں آیا تھا' لیکن خدائے رحمان نے مجھ سے حفاظت قرآن کی خدمت لے لی۔ میں یہاں اپنا مستقبل سنوارنے آیا تھا' لیکن مالک رحیم نے میری آخرت سنوارنے کا کام بھی کر دیا۔

قلم برداشتہ

"شرم و حیا سے آنکھ تہی اور مہر و وفا سے دل خالی"

سید عطاء المحسن بخاری

پاکستان کے بارہ کروڑ مسلمانوں کی خاکستر ہی تو ہے جسے دیکھ کر پاکستانی لبرل، ڈیموکریٹک، "سوشل ججوں" نے عیسائی کافروں کے حق میں فیصلے دیئے اور ان ججوں کو پاکستان کی فاسق وفاجر، عیسائیوں کی بھکاری حکومت نے یہ جرأت بھی دی کہ وہ توہینِ رسول کے مرتکب کافروں، ملحدوں، زندیقوں اور جہنمیوں کو تحفظات مہیا کرے۔ امیگریشن کو یہ اختیار بھی دیا کہ وہ ان خبیث ومردود افراد کو بیرونِ ملک جانے کے لئے وہ تمام سہولتیں بخش دے جو سعودی حکومت نے امریکیوں کو عطاء کر رکھی ہیں اور اس پر یہ دعوی کہ اے پاکستان تجھے جنت بنائیں گے ہم، اے پاکستان جنت نشان، واہ واہ کوٹھیاں وزارتیں مکان، لیڈروں کی منزلِ مراد کیسی۔

یہ جنت ہے؟ جسمیں نبی کریم ﷺ کا استخفاف کرنے والے کو معزز شہری سمجھا جائے۔

یہ جنت ہے؟ جس میں نبی کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ کو لبرل ازم کی بھینٹ چڑھا دیا جائے۔

یہ جنت ہے؟ جس میں اسلام یتیم خانے کی چھت پہ کھڑا چاروں طرف ٹکرٹکر دیکھے اور عزت کی بھیک مانگے۔

یہ جنت ہے؟ جس میں دین والوں کو ٹھٹھول اور تمسخر کا سنبل بنا دیا جائے۔

یہ جنت ہے؟ جس کے دانشور حضور ﷺ کی زندگی کے بعض گوشوں پر آزادانہ تنقید کریں۔

تف ہے ایسی جنت پر
خاک اسکی مانگ میں
سیاہی اسکے بدرخ پر
پھٹکار اسکے اقتدار پر
بربادی و تباہی اس کے اعوان و انصار کے لئے

سیاسی بھکاریو، اقتداریو، استبداد کی گندی کوکھ سے جنم لینے والے جاگیردارو، نام نہاد اشرافیہ کے بدکارو، حرام خورو! جب تک تم امریکہ، فرانس، جرمنی، برطانیہ کی دریوزہ گری اور نوکری نہیں چھوڑو گے اس وقت تک تمہارے اقتدارِ ناہنجار میں یہ بدمعاشیاں ہوتی رہیں گی۔ یہ خرمستیاں رواداری کے نام پر برداشت کرائی جائینگی۔ تمہاری "سوشل جمہوری زندگی" اس فکری و اعتقادی حرام کاری کے لئے ترغیبات دلاتی رہے گی، مہیا کرتی رہے گی، سجاتی سنوارتی رہے گی کہ تم اسی کو زندگی سمجھتے ہو۔ تم دینی پابندیوں کو مُلاازم کہ کر رد کرتے ہو۔ تم اسی آزادی کے بھکاری ہو جو ہندوؤں کو ہندوستان اور دنیا بھر کے کافرستان میں حاصل ہے۔ حالانکہ تم جانتے ہوا نہیں یہ آزادی کس بربادی کے عوض ملی ہے! تم ایسے نابکار ہو، تم چاہتے ہو کہ تم بھی اسی

طرح کی بربادیوں کے معاوضہ میں آزادیاں حاصل کرو۔ میرے ایک دوست جو اس وقت پیپلز پارٹی کے ایم ۔این۔ اے۔ ہیں بتاتے ہیں کہ جب وہ برطانیہ میں تعلیمی سیڑھیاں چڑھ رہے تھے تو ان کی ایک ہم جماعت "ویمنز فریڈم" کا راگ الاپنے لگی اور اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرنے لگی میں نے اسلام میں عورت کے

حقوق و فرائض پر تو اس سے بحث نہ کی کیونکہ میں جانتا تھا یہ بت کافر جن نام نہاد مسلمان مردوں اور عورتوں کو دیکھ کر اسلام پر زبان طعن کھولتی اور ماحول میں زہر گھولتی ہے وہ محض لیبر ہے، جاہل ہے، سوشل اینیمل ہے، محض نسلی مسلمان ہے وہ بھی "پیراں دتہ ولد نتھا" کی حد تک اور بس۔ ایکسپلائٹر مولویوں اور پیروں کی شکارگاہ۔ میں نے اس سے بڑے نرم رویہ سے پوچھا! تم برطانوی عورتوں نے آزادی مانگی، تمہیں آزادی مل گئی۔ تم ماں سے آزاد ہوئیں اور باپ کی نگاہ خوردبین سے بھی بری ہو گئیں۔ خاوند کی وفاؤ تعلق سے بھی بے نیاز ہو گئیں۔ جہاں گھاس چرنے کو تمہارا جی چاہے تم چر لیتی ہو۔ تمہیں اسکی بھی چھٹی مل گئی۔ اب تم کونسی آزادی کے لئے ہاتھ پاؤں مارتی ہو، نعرے لگاتی ہو، جلوس نکالتی ہو، اخبارات میں مضامین لکھتی ہو؟ پس کافرہ مبہوت ہو گئی۔ وہ لاجواب ہو گئی، اسکے پاس کہنے یا بکنے کو کچھ نہ تھا، وہ ششدر و حیران میرے منہ کو تکتی رہی اور بالآخر اسکی آنکھیں بھیگ گئیں اور ندامت سے جھک گئیں۔ مگر ان لبرل پاکستانیوں کے نہ سر جھکتے ہیں نہ انکی اکڑی ہوئی گردن کا سریا نکلتا ہے، نہ انکی آنکھ نیچی ہوتی ہے، نہ ان کی آنکھوں سے ندامت کے آنسو ڈھلکتے ہیں۔

شرم و حیاء سے آنکھ تہی اور مہر و وفا سے دل خالی

ان کے پشم دیدے، روئے زرد، گناہوں سے آلودہ جسم، پلید کوکھیں، خبیث قدم، بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ اصلاً بدبودار اور سپرے سے خوشبودار سفید کالر یا خاکی کالر میک اپ سے حسین تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اکثریت میں ہیں اور واضح اکثریت کی فکر میں ہیں۔

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں ہنود

یہ سرکاری و درباری بزرگوں کی نگرانی میں ہونے والی ہڑتالیں، جلوس، بیان بازی، تقریر سازی، نہ ترکی نہ تازی۔ محبت کے زبان دان اور راز دار بنو، قدم روکو، پیچھے ہٹو، گناہگارو آؤ دینے چلیں، دینی پابندیاں قبول کریں، اعمال نبوت اپنائیں، نقوش نبوت پر چلیں، نبوت کے نقشہ کے عین مطابق زندگیاں ڈھال لیں کہ زندگی یہی تو ہے، بندگی یہی تو ہے، جہان کا ثبات اسی سے ہے، آخرت میں نجات اسی سے ہے!

کوئی ہے جو کان دھرے؟

نقطۂ نظر

جمہوریت اور مرزا قادیانی کی نبوت

پروفیسر خالد شبیر احمد

مرزا قادیانی کی نبوت کی طرح ہماری جمہوریت بھی جھوٹی ہے۔ جس طرح آنجہانی مرزا غلام قادیانی نے دین اسلام کا نام لیکر اسلام کے ہر بنیادی عقیدے کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے ملت اسلامیہ میں ایک نئے فتنے کی بنیاد رکھی۔ دین کے خلاف ایک مکروہ، گھناؤنی اور ناپاک جسارت کی ہے بالکل اسی طرح ہمارے سیاست دانوں نے جمہوریت اور عوام کے نام پر ڈھونگ رچا کر عوام کا ستیاناس کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ جمہوری حکومت اور عوامی حکومت، کی رٹ اب کانوں میں رس گھولنے کی بجائے دل و دماغ میں زہر گھولتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ عوامی حکومت کا دعویٰ عموماً ایسی حکومتیں کرتی ہیں جن کے دور حکومت میں عوام ذلیل ور سوا ہو کر رہ گئے ہوں۔ آج ہر طرف قتل و غارت، لوٹ مار، ڈاکہ زنی، فراڈ دھوکا، اقرباء نوازی، کینہ پروری، لاقانونیت، ظلم و ستم، مفلوک الحالی، طوائف الملوکی، غربت، افلاس، دھونس دھاندلی اور رشوت کا بازار گرم ہے۔ لوگ پریشان حال ہیں اور حکمران مست اور مخمور۔ نشے میں چور، جیسے ان کے دل و دماغ سے احساس زیاں ہی جاتا رہا ہو۔ ایک مہذب، تعلیم یافتہ اور شریف النفس شہری دن رات یہی سوچتا رہتا ہے کہ اس شرافت، تعلیم، اور اس تہذیب نے اسے کیا دیا ہے؟ ہر سہولت جو ایک مہذب اور آزاد معاشرے میں ایک شہری کا بنیادی حق ہوتا ہے۔ اس کی دسترس سے باہر ہے۔ معاشرے میں اس کی عزت نہیں، دفاتر میں اس کے ساتھ برا سلوک ہوتا ہے، عدالت میں اسے انصاف نہیں ملتا۔ سکول اور کالجوں میں اس کے بچوں کے داخلے بند ہیں، ملازمت نہیں ملتی بلکہ بکتی ہے۔ سفر کے دوران اسے سہولتیں میسر نہیں ہیں۔ سڑکیں تباہ حال، گڑ بھرے ہوئے، گلیاں و بازار غلاظت سے اٹے پڑے ہیں، دھواں، گرد و غبار کا طوفان ہے جو راہ چلتے شہریوں کا حال اجیرن کر دیتا ہے۔ پینے کا پانی میسر نہیں۔ بجلی کی لوڈشیڈنگ ناک میں دم کئے رکھتی ہے۔ ٹیکس اور دوسرے بل جمع کرانے کے لئے اسے صبح سے شام تک لائن میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ کیا یہی جمہوری معاشرہ ہے۔ کیا اسی کو عوامی حکومت کہتے ہیں۔ جس حکومت میں عوام ذلیل و رسوا ہو کر رہ جائیں اسی حکومت کو عوامی اور جمہوری کہتے ہیں۔ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے پریشانی کے عالم میں عام شہری اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیتا ہے اور بے اختیار اس کے لبوں پر یہ الفاظ آجاتے ہیں۔ یا اللہ میں کس عذاب میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ یہ کیسی بستی ہے کہ جہاں زندگی ترستی ہے۔ یہ کیسا جہانِ بے اماں ہے کہ جہاں پر کسی کی شنوائی نہیں ہے۔ بے درد افسران، بے روح علماء اور بے اصولے سیاست دانوں میں گھرا ہوا شہری سوچ کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب ڈوب جاتا ہے اور پکار اٹھتا ہے۔

نادیدنی کی دید سے ہوتا ہے خون دل
بے دست و پا کو دیدۂ بینا نہ چاہیے

یہ سب کچھ اس وقت ہوتا ہے جب سیاست بھی اجناس خوردنی کی طرح مہنگی ہو جائے۔ جہاں انتخاب سے پہلے ٹکٹ بکتے ہوں، جہاں انتخاب میں کروڑوں روپے ضائع کر دیئے جاتے ہوں، جس معاشرے میں گھر سے پارلیمنٹ تک پہنچنے میں خرچ ایک کروڑ روپے سے بھی تجاوز کر جائے۔ وہاں کون مائی کا لال حلال کمائی سے انتخابی اخراجات کو پورا کرے گا۔ حرام کی کمائی جب وسیلہ اقتدار ٹھہرے تو پھر سیاست دانوں اور رہنماؤں سے اخلاص، ایثار، ہمدردی، انصاف، شعور، کی توقع رکھنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ جب سیاسی اخراجات کو پورا کرنے کے لئے کالے دھندے اختیار کئے جاتے ہوں تو پھر سیاست، سیاست نہیں رہتی کاروبار ہو جاتی ہے بلکہ اس سے بھی آگے کوئی مکروہ قسم کی شے.... کہ تجارت کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں لیکن ہماری سیاست کا کوئی اصول نہیں۔ یہی سبب ہے کہ خود سیاست دان بکاؤ مال ہیں۔ جو زیادہ بولی لگائے اسی کے ہاتھ بک جاتے ہیں۔ کوئی موقف، کوئی مشن، کوئی اصول اُن کے ہاں نہیں ہے۔ ہر جائز و ناجائز طریقے سے اقتدار تک پہنچنا ان کی زندگی کا مقصد ہے۔ جب دولت اور اقتدار کی حرص قوم کے سر کردہ افراد کی شناخت بن جائے تو پھر غربت اور تنگ دستی ننگی ہو کر نہیں ناچے گی تو اور کیا ہو گا۔ اب تو ہماری دو ہی خوبیاں رہ گئیں ہیں۔ دولت کی حرص اور دولت کی نمائش، جنسی بے راہروی تو اس کا لازمی اور منطقی نتیجہ ہے۔ جہاں لوگ راتوں رات کروڑ پتی بن جاتے ہوں۔ وہاں لڑکیوں کا اغواء، زنا، جوا، شراب، ننگا ناچ، تہذیب و ثقافت کے نام پر جنسی بے راہروی نہیں ہو گی تو اور کیا ہو گا۔ ایسے معاشرے میں آزادیٔ نسواں کے نام پر عورتوں کی بے حرمتی نہیں ہو گی تو اور کیا ہو گا۔ عورت کی آزادی کا نام لینے والوں نے عورت کو ذلیل اور رسوا کر دیا ہے۔ آج عورت چوراہے پر لٹکتی ہوئی نظر آتی ہے کسی کارخانے دار کی کوئی چیز نہیں بکتی جب تک کہ عورت کا اشتہار اس کے ساتھ نہیں۔ حتیٰ کہ پان والے کے پان اور سگریٹ والے کے سگریٹ بھی نہیں بکتے جب تک اس کی دکان پر ایک خوبصورت عورت کی تصویر آویزاں نہیں ہے۔ یہ جمہوری، عوامی معاشرے میں عورت کا مقام و مرتبہ ہے اور یہی جمہوری معاشرے کے وہ ثمرات ہیں جس پر تم نازاں ہو۔ تمہارے بارے میں تو اب یہی کہا جا سکتا ہے۔

کوڑھیوں نے نوچ ڈالی ہے قبائے رہبری
سائلوں کے ہاتھ سے جمشید و قیصر لٹ گئے۔

حکمرانو! سیاست دانو! ہوش میں آؤ، شرم سے کام لو، خدا کا خوف کرو کہ خدا کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔ دیکھو جب خدا کا غضب نازل ہوتا ہے تو پھر روس جیسی عظیم سلطنت بھی پاش پاش ہو کر رہ جاتی ہے۔ روس کے ٹوٹنے پر اتنی بھی آواز نہیں آئی جتنی شیشے کے گلاس کے ٹوٹنے پر آتی ہے۔ جب کہ ہماری

حیثیت پانی کے بلبلے سے زیادہ نہیں ہے ہم اس عارضی زندگی کے لئے اتنے لالچی ہوگئے ہیں کہ دائمی زندگی تباہ کر رہے ہیں۔ اسی کا نام جہالت ہے۔ ہم اپنے تئیں خواہ کتنے ہی پڑھے لکھے ہوں ہم سے بڑا جاہل دھرتی پر کوئی نہیں، جس علم اور جس تعلیم پر ہم ناز کرتے ہیں اس نے اخلاق و کردار کا ایک ایک جوہر ہم سے چھین لیا ہے کہ ہم اب ایک چلتی پھرتی لاش کے سوا کچھ نہیں۔ انسانیت کے نام پر بدنما داغ، ایک مکروہ دھبہ، جو شاید اب دھونے سے بھی نہ دھل سکے۔ یہ سب قیادت کا قصور ہے۔ قومیں اچھی قیادت سے بنتی ہیں اور بری قیادت سے تباہ ہوتی ہیں۔ حکمرانو! انسان بنو، فرعون بننے کی کوشش نہ کرو۔ بڑی سے بڑی شخصیت خدا کے سامنے بے بس اور بے اختیار ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ نمرود جیسی شخصیت مچھر جیسے کمزور اور حقیر چیز سے ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئی۔ کیا حکمران اور قائدین یہ سمجھتے ہیں کہ عوام کی طرح خدا کو بھی دھوکا دینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ تم نے کونسا ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ آتے جاتے حج اور عمرے پر چلے جاتے ہو، تمہاری یہ جسارت، یہ جرأت کہ اپنے سیاہ کارناموں سمیت اس دربار پہ بھی حاضری دینے سے نہیں ہچکچاتے کہ جہاں بایزید بسطامی اور جنید بغدادی جیسے تقدس مآب بھی بے دم ہو جایا کرتے تھے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید وبا یزید ایں جا

تمہارے اقتدار میں مظلوموں کی آہوں اور بے سہاروں کی چیخ و پکار خدا اور اس کے محبوب حضور سرور کائنات ﷺ کے دربار میں سنی جاتی ہیں۔ وہ سب سنتے ہیں وہ سب جانتے ہیں۔ تم اپنے آپ کو دھوکا دے سکتے ہو، اپنے خدا کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ اس کے ہاں دیر تو ہے اندھیر نہیں ہے۔ تم نے اپنے مفاد کے لئے قوم کو تباہی کے کنارے لاکھڑا کیا ہے۔ تم نے ڈاکوؤں سے زیادہ بنکوں کو لوٹا ہے۔ تم نے نوجوان نسل کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ تم نے طالب علموں کے ہاتھوں سے قلم چھین کر اس کی جگہ کلاشنکوفیں تھما دی ہیں۔ تم نے تعلیمی ماحول کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ کہ تم دن رات خوشامدیوں کے درمیان گھرے رہتے ہو۔ دن رات انگوٹھا لگانے والے تمہارے ارد گرد رہتے ہیں۔ خوشامدیوں اور بے ضمیر لوگوں کے اثرات تم پر نمایاں ہیں۔ تم خود خوشامدی ہوگئے ہو، تم خوشامد کے بازار سے گذرتے ہو اور صرف خوشامد خریدنے کے عادی ہو، نہ تم اختلاف رائے برداشت کر سکتے ہو اور نہ ہی تنقید۔ تمہارا اپنا اختلاف اور تمہاری اپنی تنقید برائے اختلاف اور برائے تخریب ہوتی ہے۔ جس میں تعمیر کا کوئی پہلو بھی پیش نظر نہیں ہوتا۔ تمہاری جمہوریت میں آمریت کا کروفر موجود ہے، تم شہنشاہوں سے بڑھ کر عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہو، تم جمہوریت کے دعویدار ہونے کے باوجود سٹالن اور ہٹلر کی زبان میں گفتگو کرنے کے عادی ہو چکے ہو۔ تمہارے اپنے دامن ہر قسم کی آلودگیوں سے آلودہ ہیں۔ اس پر تمہیں جمہوریت کا بھی دعویٰ ہے۔ جس کے

حق میں تم ایک دلیل بھی نہیں دے سکتے، تمہاری جمہوریت سراسر فریب، سر سے پا جھوٹ اور ڈھونگ ہے۔ مہذب بدمعاشی اور آمریت کا دوسرا نام جمہوریت ہے۔ تم صرف بشارتیں بکھیرتے ہو، صرف دعوے کرتے ہو، زبانی کلامی تم بہت کچھ ہو، عملی میدان میں تم کچھ بھی نہیں ہو۔ تمہیں صرف آئینے کے سامنے کھڑے ہونے کا شوق ہے کہ آئینہ تمہارا ظاہری کروفر نمودونمائش دکھاتا ہے۔ تم خوش ہوجاتے ہو۔ خوبصورت لباس، اچھا ناک نقشہ، ظاہری رکھ رکھاؤ، دیکھ کر مست رہنے والو! کبھی اپنے ضمیر کے آئینے میں بھی جھانک کر دیکھو۔ وہاں تمہیں اپنی اصل حقیقت معلوم ہوجائے گی کہ تمہاری حکومت، عوام کی حکومت ہے کہ نہیں۔ آئینہ خود بول اٹھے گا کہ یہ عوام کی حکومت نہیں ہے خواص کی حکومت ہے۔

"خواص کی حکومت، خواص کے ذریعے، خواص کے لئے"

یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ تمہاری سیاست اب شتر بے مہار ہوگئی ہے۔ اس سیاست پر کوئی قدغن نہیں رہی، تمہاری سیاست اب ایک ایسے سرکش گھوڑے کی مصداق ہے جس کے منہ میں کوئی لگام نہیں ہے۔ ایسے گھوڑے کی پشت پر بیٹھ کر منزل مقصود تک پہنچنے کی توقع عبث ہے۔ اس کے منہ میں دین کی لگام ڈالو کہ اس کے بغیر تمہاری نجات ممکن نہیں ہے۔ یہ ہماری سیاست نہیں ہے، اگر ہے تو اس کا سرا امریکہ و برطانیہ کے کفار و مشرکین کے ہاتھ میں ہے۔ ہماری سیاست ہمارے دین کی مظہر ہوتی ہے۔ جس سیاست سے دین کا کوئی تعلق نہ ہو وہ سیاست ہماری سیاست نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری سیاست، ہماری جمہوریت، چنگیزیت ہے، کفر ہے۔

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

(بقیہ از صفحہ ۴۱)

علاوہ ازیں ایک اور قرارداد کے ذریعے قدیم احرار کارکن جناب محمد حسین لون کی وفات پر اظہارِ تعزیت کیا گیا۔
مرحوم نے بھی ۱۹۳۱ء کی تحریکِ کشمیر میں بڑی جانفشانی سے کام کیا تھا۔
آخر میں ان کے لئے بھی دعاء مغفرت کی گئی اور لواحقین کے لئے صبر کی دعا کی گئی۔
اجلاس میں حاجی محمد اشرف ناظم مجلسِ احرار اسلام گوجرانوالہ، مرزا عبدالغنی صاحب، چودھری محمد انور صاحب، حکیم عبدالجبار صاحب، غلام نبی بٹ صاحب، محمد عمر اور شاہد معظم نے شرکت کی۔

تصویرِ عبرت ۹

نمود و نمائش نے ہمارے معاشرے کو ایک سرطان میں مبتلا کر رکھا ہے۔ فیشن نے ایک کہرام مچا رکھا ہے۔ پیسہ ہمارے معاشرے کا سنگھار بن چکا ہے اور ہر طرف پیسے کا طواف ہو رہا ہے۔ مقابلہ بازی نے لوگوں کا سکون غارت کر رکھا ہے۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ میرے گھر کی دیوار دوسرے کے گھر سے اونچی ہو۔ ہر کوئی خواہش رکھتا ہے کہ سوسائٹی میں ہر مقام پر اس کی ناک دوسرے کی ناک سے اونچی ہو۔ جھوٹی عزتیں بنانے کے لیے کیا کیا جتن کیے جاتے ہیں۔ حلال و حرام کی تمیز اٹھ گئی ہے اور اس تمیز کے اٹھنے سے ایک طوفان بدتمیزی اٹھ کھڑا ہوا ہے' جس نے پورے معاشرے کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔ رسم و رواج کے پھندوں سے ہمارے دم گھٹ رہے ہیں۔ متوسط طبقہ چکی کے پاٹوں کے درمیان پس رہا ہے اور بڑی تکلیف سے حیات مستعار کے دن کاٹ رہا ہے۔

معین باری بھی ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔ ایف۔ اے تک تعلیم پائی تھی' لیکن چار سال نوکریوں کے پیچھے بھاگنے کے باوجود اسے نوکری نہ ملی۔ جب چار سال نوکریوں کے لیے درخواستیں لکھ لکھ کر اس کے ہاتھ تھک گئے تو اس نے محلہ میں منیاری کی دکان کھول لی اور زندگی کی گاڑی کو دھکا لگانے لگا۔ عرصہ آٹھ سال وہ دکان کرتا رہا' لیکن بڑی مشکل سے گھر کا گزارہ چلتا۔ اس دوران وہ چار بیٹیوں اور ایک بیٹے کا باپ بن چکا تھا۔

ایک دن اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ معین! ابھی تو جوانی ہے اور بچے چھوٹے ہیں۔ تم پانچ سات سال باہر لگا آؤ اور محنت مشقت سے ایک معقول رقم اکٹھی کر لو اور پھر پاکستان لوٹ کر کوئی اچھا سا کاروبار سیٹ کر لینا۔ اس سے ہم بچیوں کی شادیوں سے بھی سبکدوش ہو جائیں گے۔ معین باری بیوی کی ناصحانہ گفتگو سن کر فکر کے سمندر میں غوطہ زن ہو گیا اور ایک سرد آہ بھرتے ہوئے بیوی سے کہنے لگا کہ بات تو تمہاری ٹھیک ہے اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود کو ذہنی طور پر باہر جانے کے لیے تیار کر لیا۔ پھر اس دن کا سورج طلوع ہو گیا' جب معین باری اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر جہاز میں بیٹھا دوبئی جا رہا تھا۔ دوبئی اسے اس کے ایک دوست نے بلایا تھا اور اس نے ایک پرائیویٹ فرم میں اس کی ملازمت کا انتظام بھی کر دیا تھا۔

پاکستان میں تو وہ دن میں ایک دو نمازیں پڑھ لیا کرتا تھا' لیکن پردیس میں پہنچ کر خدا زیادہ یاد آنے لگا

اور اس نے باقاعدگی سے پانچ وقت کی نماز پڑھنا شروع کر دی' جس سے اس کے قلب کو سکون اور اطمینان حاصل ہوا۔ باجماعت نمازوں نے اس کے ایمان کو جلا بخشی اور اس کے دل میں ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ اس نے سوچا کہ مطالعہ کے لیے کس تفسیر کا انتخاب کیا جائے۔ وہ وہاں پر مقیم ایک پاکستانی عالم دین کے پاس گیا اور ان کے سامنے اپنا سوال پیش کیا۔ انہوں نے اسے مولانا شبیر احمد عثمانی کی تفسیر "تفسیر عثمانی" کے مطالعہ کا مشورہ دیا۔ وہ مولانا شبیر احمد عثمانی کے نام نامی سے واقف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ مولانا شبیر احمد عثمانی کو شیخ الاسلام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ عالم اسلام کے نامور عالم دین فخر المحدثین مولانا سید انور شاہؒ کشمیری کے شاگرد ارجمند تھے۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے ان کے مبارک ہاتھوں سے پاکستان کا جھنڈا لہرایا تھا اور مولانا موصوف نے ہی قائد اعظم کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ اس لیے وہ اسی شام بازار پہنچا اور "تفسیر عثمانی" خرید لایا۔ وہ روزانہ ڈیڑھ گھنٹہ تلاوت' ترجمہ اور تفسیر کے مطالعہ میں منہمک رہتا۔ دوران مطالعہ معین باری بعض جگہوں پر رک جاتا' بعض جگہوں پر ٹھٹک جاتا اور بعض جگہوں پر چونک جاتا۔ ان عبارتوں کو ماننے پر اس کا دل کسی صورت تیار نہ ہوتا۔ وہ قابل اعتراض ساری عبارتوں پر نشان لگاتا جاتا اور دل میں عہد کرتا جاتا کہ مولانا صاحب' جنہوں نے اس تفسیر کا انتخاب کیا تھا' ان سے ان اعتراضات کے بارے میں پوچھوں گا۔ تقریباً دو مہینہ کے مطالعہ سے اس کے پاس بہت زیادہ قابل اعتراض باتیں اکٹھی ہو گئیں۔ وہ عبارتیں کچھ اس قسم کی تھیں:

- ظلی اور بروزی نبوت کا عقیدہ۔
- مرزا قادیانی کی نبوت۔
- عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینا۔
- آقائے دو عالم' خاتم النبیین جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد بھی نبوت کا جاری رہنا۔
- مرزا قادیانی۔۔۔ آنے والا مسیح موعود۔
- مرزا قادیانی بحیثیت امام مہدی۔
- مرزا قادیانی کے معجزات کا تذکرہ۔
- مرزا قادیانی کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانا۔

ایک دن معین باری' ساری نشان زدہ عبارتیں لے کر اس عالم دین کے پاس حاضر ہوا اور انہیں ایک ایک عبارت دکھائی۔ عالم دین "تفسیر عثمانی" میں یہ عبارتیں دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ وہ اپنا ماتھا پکڑ کر یوں سوچنے بیٹھ گئے جیسے کسی مراقبہ میں غرق ہوں۔ پھر انہوں نے ایک لمبا سانس چھوڑتے

ہوئے کہا کہ یہ "تفسیر عثمانی" نہیں ہے، لیکن معین باری انہیں بار بار تفسیر دکھاتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ جناب یہ دیکھیں، اس کی جلد پر جلی حروف سے "تفسیر عثمانی" اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی کا نام لکھا ہوا ہے۔

مولانا صاحب وہیں سے معین باری کو ساتھ لے کر ایک دوسرے عالم دین کے گھر گئے اور ان کے پاس قادیانیت اور رد قادیانیت کی ایک وسیع لائبریری تھی۔

دونوں نے ساری صورت حالات ان عالم دین کے سامنے رکھی۔ وہ فوراً ایک ماہر نباض کی طرح سارے معاملے کو سمجھ گئے۔ وہ اٹھے اور سامنے والی الماری سے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین کی تفسیر "تفسیر صغیر" اٹھا لائے، جس کفریہ اور ارتدادی تفسیر میں بری طرح اسلامی عقاید کی قطع و برید کی گئی ہے۔ مولانا صاحب نے قادیانی تفسیر، تفسیر صغیر اور تفسیر عثمانی کے صفحات ملائے تو دونوں جگہ ایک ہی طرح کی عبارتیں تھیں۔ مختلف جگہوں سے صفحات ملائے گئے لیکن کسی جگہ بھی انیس بیس کا بھی فرق نہ نکلا۔ اس کے ساتھ ہی مولانا صاحب سارا معاملہ سمجھ چکے تھے۔ وہ کہنے لگے:

"قادیانی، تفسیر صغیر پر تفسیر عثمانی کی جلد چڑھا کر اسے تفسیر عثمانی کے نام پر فروخت کر رہے ہیں"۔

وہ تینوں وہاں سے اٹھے اور ایک اعلیٰ پولیس آفیسر کے پاس پہنچے اور اسے یہ خوفناک ارتدادی مہم سے آگاہ کیا۔ پولیس آفیسر نے کہا کہ میرے پاس پہلے بھی ایک دو مرتبہ اس قسم کی شکایتیں آئی تھیں، لیکن میں نے اس وقت مصروفیت کی وجہ سے اس پر کوئی خاص توجہ نہ کی۔ لیکن اب آپ کے تشریف لانے سے میں اس سنگین جرم کی سنگینی سے پوری طرح آگاہ ہوا ہوں اور میں مجرموں تک پہنچنے کے لیے اپنی ساری توانائیاں اور صلاحیتیں وقف کر دوں گا۔ پولیس آفیسر نے شہر کی ساری پولیس کو مجرموں کے بارے میں الرٹ کر دیا۔ دو دن کے بعد معین باری دو علمائے کرام کے ساتھ پھر پولیس آفیسر کے پاس پہنچا اور اس سے اس مسئلہ کے بارے میں پیش رفت پوچھی تو پولیس آفیسر نے انہیں بتایا کہ ہم مجرموں کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں، عنقریب آپ ان کی گرفتاری کی خوشخبری سنیں گے۔ ہمیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ قادیانی تفسیر لندن سے ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر دوبئی آ رہی ہے اور یہاں تفسیر عثمانی کے نام سے بک رہی ہے اور قادیانی ایک خوفناک مہم کے تحت اس تفسیر کو مسلمانوں میں پھیلا رہے ہیں۔

اگلی صبح جب معین باری نے گھر کی دہلیز پر پڑا تازہ اخبار اٹھایا تو اس میں بہت بڑی سرخی کے ساتھ یہ خبر درج تھی:

"قادیانی تفسیر صغیر، جسے ایک منصوبے کے تحت تفسیر عثمانی کے نام سے پھیلایا جا رہا تھا، ایک قادیانی کے گھر سے اس کی ہزاروں جلدیں برآمد کر لی گئی ہیں اور پولیس نے دو قادیانی مجرموں کو گرفتار کر لیا ہے اور دیگر مجرموں کو گرفتار کرنے کے لیے مختلف جگہوں پر چھاپے

(بقیہ صفحہ ۴۵ پر دیکھیں)

زبان میری ہے بات انکی

ساغر اقبالی

* الطاف جھوٹوں کا بادشاہ ہے۔ (خالد کھرل)
ذرا کراچی جا کر کہئیے۔ اگلے کھرل نہ کر دیں تو........

* بنیاد پرست ہوں مگر عورت کے دفاتر میں کام کرنے کے خلاف نہیں۔ (عمران)
"مسلمان ہوں مگر ذہنی عیاشی کے خلاف نہیں۔"

* زرداری اور بے نظیر کی جناتی بابا سے ایک گھنٹہ تک تنہائی میں الگ الگ ملاقاتیں۔ (ایک خبر)
دنیا میں جب تک بے وقوف موجود ہیں۔ کوئی بھوکا نہیں مر سکتا۔

* "خلفائے راشدین" کے الفاظ حذف کئے جائیں۔ ورنہ ملی یکجہتی کونسل کا بائیکاٹ کریں گے۔ (غلام رضا نقوی)
"وحدت اسلامی" کے ٹھیکیدار توجہ فرمائیں!

* کراچی کے سوال پر لغاری مسکرا کر آگے بڑھ گئے۔ (ایک خبر)
روزانہ تیس چالیس افراد کا قتل اور حاکم وقت کی مسکراہٹ! ظلم کی حد ہے!

* لاہور میں خواتین کا پہلا تھانہ قائم کر دیا گیا۔ (ایک خبر)
ہائے لئیں مرجاں۔ تلیبی دا پھاہ لے کے!

* چٹھہ کو کبھی نہیں کہا کہ ہمیں وٹو نہیں چاہیئے۔ (بے نظیر)
چٹو سے کبھی نہیں کہا کہ ہمیں وٹہ نہیں چاہیئے۔

* عربی ہم پر مسلط کی گئی۔ (عبدالرشید بھٹی۔ ایم پی اے)
واہ! واہ! راجے کے پُوت۔ تیرے منہ میں موت!

* پنجابی اذان اور نماز۔ رشید بھٹی نے معافی مانگ لی۔ (ایک خبر)
لادین لوگ اتنے بزدل کیوں ہوتے ہیں؟

* میں نے ہمیشہ ضمیر کی آواز پر پارٹی تبدیل کی۔ (منظور موہل)
ایسے لوگوں کا ضمیر بریف کیس میں ہوتا ہے۔

* امتحان پاس کرنے کے باوجود ایم ایس سی گولڈ میڈلسٹ لڑکی کو لیکچرر شپ کے لئے کمیشن نے نا اہل قرار دے دیا۔ (ایک خبر)

ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے
انجامِ گلستاں کیا ہو گا

* صدر نے ایوارڈ دیتے وقت مجھ سے آزادیٔ صحافت کا وعدہ کیا تھا۔ تمغہ واپس کر کے انہیں وعدہ یاد دلایا ہے۔ (ضمیر نیازی)

مرتا ہے مرد آن پر نامرد نان پر

* سردار آصف علی۔ بریگیڈیئر اصغر۔ انور سیف اللہ، تین وزراء نے چٹھے کو استعفٰے دے دیئے۔ ہمیں بے اختیار وزارتیں دی گئی ہیں۔ اختیارات وزیراعظم کے پاس ہیں۔ (ایک خبر)

اس نے ماں کو کچھ نہیں دیا۔ تم کس باغ کی مولی ہو؟

* شام کے اخبارات دہشت گردوں کو ہیرو بنا کر پیش کر رہے تھے۔ (وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر)

اور صبح کے اخبار بابر کو ہیرو بنا کر پیش کر رہے ہیں۔

* پنجاب میں پیپلز پارٹی اور جونیجو لیگ کا عشق جلد ختم ہو جائے گا۔ (خواجہ آصف)

عشق نہیں، متعہ کہیئے متعہ!

* صدر سردار ہیں۔ ان کے کئی کردار ہیں۔ (پگارا)

زمین پہ بار ہیں۔ اللہ کی مار ہیں۔

* پیپلز پارٹی کے بغیر میرا دل نہیں لگتا۔ (منظور موہل)

روندی یاراں نوں لے لے ناں بھراواں دا!

* حساس ریسرچ لیبارٹری کی وڈیو فلم آؤٹ، خاتون سائنسدان گرفتار۔ ملک کی حساس معلومات دشمن ملک پہنچتے پہنچتے رہ گئیں۔ (ایک خبر)

اور قومی راز دشمن ملک تک پہنچانے کا باقاعدہ اعتراف کرنے والے ملک کے حاکم! واہ رے اندھے قانون!

* لغاری، نصراللہ، چٹھہ، مزاری، کھرل، کھر، فضل الرحمن سمیت ارکان اسمبلی کی بڑی تعداد انکم ٹیکس ادا نہیں کر رہی۔ (ایک خبر)

وہ چونکہ چنانچہ کی پہچان ہیں۔ گنہگار راتوں کا دیوان ہیں۔

* پی ٹی وی پر فحش پروگرام نہیں چلتے۔ (خالد کھرل)

نشے میں کچھ ایسے ہی نظر آتا ہے۔ مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے۔

* فوج کی کیا ضرورت ہے۔ کراچی میں پارلیمانی قوتیں ہی کافی ہیں۔ (نصیر اللہ بابر)

محفل موسیقی۔ زنا اور شراب کی غلاظت میں دھت پارلیمانی قوتیں؟

* رحمت مسیح اور سلامت مسیح کے تیسری بار وارنٹ گرفتاری (ایک خبر)

صرف لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے!

* بے نظیر کی جمہوریت نصراللہ کو راس آئی۔ اور فضل الرحمن کو بے نظیر کی صورت میں شریعت ملی۔ (میاں طفیل محمد)

ایک ہے مرغی ایک ہے جوزہ　　ایک اچنبا ایک عجوزہ
کچے پکے راگ ہیں دونوں!　　کالے کالے ناگ ہیں دونوں

* رسول اللہ ﷺ کے بعد مولانا مودودی نے صحیح اسلام پیش کیا۔ (میاں طفیل محمد)
بک رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ

* ایوان محترم مقام ہے۔ (منظور موہل)
جہاں زانی شرابی لٹیرے لفنگے اکٹھے ہوتے ہیں۔

* صدر نے وفاقی پبلک سروس کمیشن کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ۲۰۰ افراد کی بھرتی کا حکم دے دیا۔ انہوں نے یہ حکم وزیر اعظم کے کہنے پر جاری کیا۔ (ایک خبر)
تہجد گزار صدر کی غیر جانبداری ملاحظہ فرمائیے!

* ملتان میں "شازیہ خشک" (اللہ اس کی کوکھ خشک کرے!) پروگرام درہم برہم۔ اسلامی جمیعت طلبہ اور شباب ملی کے کارکنوں نے ہوائی فائرنگ کر دی۔ (ایک خبر)
بے حیائی کا پروگرام درہم برہم کرنے والے نوجوان زندہ باد!
اور بے حیائی کے سرپرست لفنگوں پر تبریٰ بے شمار بکار ثواب!

* کراچی میں مرنے والوں کو کس نے کہا تھا۔ سڑکوں پر نکلیں۔ (وزیر داخلہ)
"لوگوں کو پتہ ہونا چاہیئے، ہم گولی چلا رہے ہیں۔"

* مسئلہ کشمیر حل ہونے کے بعد ایٹمی ہتھیاروں کا پھیلاؤ روکنا آسان ہو جائے گا۔ (ملیحہ لودھی)
نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔

* وزیر اعظم اور ان کے شوہر پورا ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ تنخواہ بھی نہیں لیتے
(میاں اقبال فرید ممبر سی بی آر)
عوام ناشکرے ہیں، اس سے زیادہ نیک حاکم انہیں کہاں سے ملیں گے!

* مجھے تکلیف ہرنیا کی ہے۔ دکھایا آنکھوں کے ڈاکٹر کو جا رہا ہے۔ (شیخ رشید)
اسے کہتے ہیں۔ "ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ!"

* ملک کے خفیہ راز "را" اور "موساد" کو فراہم کرنے والا قادیانی کمپیوٹر ایکسپرٹ گرفتار۔ (ایک خبر)
سچ کہا اقبال نے......
قادیانی قوم اور ملک دونوں کے غدار!

* دہلی میں چتاؤں پر چڑھائے جانے والے پھل بازار میں فروخت ہو رہے ہیں۔ (ایک خبر)
ملتان میں گدی نشینوں کی نذر کئے جانے والے دُنبے، بکرے، مرغیاں، بکر منڈی میں فروخت ہو رہے ہیں۔

قارئین کے خطوط

گلستان بخاری ہمیشہ بے خزاں رہے۔

یوں تو ہمیں روزانہ اپنے قارئین اور مخلصین کے خطوط موصول ہوتے ہیں اور ہم اُن کی باتوں سے لطف اندوز ہوتے اور اُن کے مشوروں سے استفادہ کرتے ہیں۔ مگر ذیل میں دو ایسے خطوط نذر قارئین کئے جا رہے ہیں۔ جو محبت و اخلاص کا مرقع ہیں۔ (ادارہ)

پہلا خط اٹک سے حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کا ہے۔ حضرت قاضی صاحب، حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کے خلفاء میں سے ہیں اور ہمارے دیرینہ کرم فرما ہیں۔ دوسرا خط حافظ محمد سلیم انجم صاحب کا ہے جنہوں نے بینائی سے محروم ہونے کے باوجود نقیب سے تعلق استوار رکھا۔ ان کے خط میں اخلاص و محبت کی کیفیت نے اتنا متاثر کیا کہ ہم اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکے اللہ تعالی ان حضرات کو سلامت رکھے اور و[illegible]ینی دعاؤں سے ادارہ کی سرپرستی فرماتے رہیں۔ (ادارہ)

محترم المقام سید عالی نسب جناب سید محمد کفیل صاحب زید مجدکم

سلام مسنون!

ماہ نامہ نقیب باقاعدگی سے آرہا ہے۔

اپنی علالت اور نقاہت کی وجہ سے اس کا پورا مطالعہ تو نہیں کر سکتا البتہ بعض اہم مضامین دیکھ لیتا ہوں۔ جزاک اللہ خیر الجزاء

حضرت امیر شریعت نور اللہ مرقدہ کے جانشین اور ہمارے واجب الاحترام حضرت ابوذر بخاری دامت برکاتہم کی شدید علالت کا پڑھ کر فکر لاحق ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی اس گلستان بخاری کو ہمیشہ بے خزاں رکھے۔ تاکہ ہم جیسے تہی دامن ان کے سایۂ رحمت و شفقت میں دینی اور روحانی سکون حاصل کر سکیں۔ آمین

اس گناہ گار کا سلام پہنچا دیں اور دعائے حسن خاتمہ سے نوازیں۔

والسلام

خادم

زاھد الحسینی

حال ایبٹ آباد

محترم جناب سید محمد کفیل بخاری صاحب

السلام علیکم!

مایوسیوں نے چھین لئے دل کے ولولے
ہم زندگی میں پھر کوئی ارماں نہ کرسکے

۱۵ جون بروز جمعرات آپ کا ارسال کردہ نقیب ختم نبوت ملاحسب سابق اس مرتبہ بھی مضامین بے حد اچھے تھے۔ یہ آپ کی محنت کا نتیجہ ہے کہ نقیب ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ اگست ۹۴ء کو میں نقیب کا خریدار بنا اور جولائی ۹۵ء میں ہمارا ایک سال کا معاہدہ ختم ہو رہا ہے۔ جی تو چاہتا تھا کہ ساری زندگی نقیب کا خریدار رہوں مگر میری مجبوریوں نے مجھے ایسا کرنے سے روک رکھا ہے اصل بات یہ ہے کہ میں بینائی سے محروم ہوں اس لئے رسالہ پڑھنے کے لئے مجھے دوسروں کی مدد حاصل کرنا پڑتی ہے اور آج کے دور میں "سلام عرض"، "جواب عرض" اور اسی قماش کے جاسوسی ناول پڑھنے کے لئے تو نئی نسل کے پاس وقت ہے مگر کسی دینی رسالے کو پڑھنے کے لئے فرصت نہیں۔ میں لوگوں کی منتیں کر کے ایک سال تک نقیب کے مضامین پڑھوا کر سنتا رہا۔ اب میری ہمت جواب دے چکی ہے۔ اور مجھ میں سکت باقی نہیں رہی کہ میں لوگوں کے آگے ہاتھ جوڑوں یا منتیں کروں کہ وہ مجھے نقیب پڑھ کر سنائیں۔ میں تو بینائی سے محروم ہوں لیکن آنکھ والے شعور سے محروم ہیں۔ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

یہ قفس ہی مجھ کو عزیز ہے کہ میں جی تو لوں گا قرار سے
مجھے چمن میں نہ لے چلو کہ میں ڈر گیا ہوں بہار سے

آخر میں آپ سے ایک گذارش ہے کہ حضرت سید عطاء المحسن بخاری صاحب کی تقاریر کے آڈیو کیسٹ مجھے ارسال کریں۔ میں انہیں سن کر ہی دل بہلالیا کروں گا۔

والسلام

حافظ محمد سلیم انجم

بمقام عباس نگر، ضلع بہاولپور

فرمودہ فاروق اعظمؓ

جب حلال و حرام جمع ہوں تو حرام غالب آتا ہے اگرچہ تھوڑا سا ہی ہو۔

ترحیم

مسافرینِ آخرت

ادارہ

حضرت چودھری عبدالخالق صاحب رحمہ اللہ کی رحلت:

حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے خلیفۂ مجاز حضرت چودھری عبدالخالق صاحب رحمہ اللہ ۷ جولائی ۱۹۹۵ء بروز جمعتہ المبارک ملتان میں انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت متقی، ملنسار، خاموش طبع اور خوش خلق اللسان تھے۔ خانقاہ رائے پور کے روشن چراغ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ لواحقین و پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

مولانا حافظ عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ:

حضرت امیرِ شریعت رحمہ اللہ کے رفیق اور ممتاز عالم دین مولانا حافظ عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ گزشتہ ماہ سرگودھا میں انتقال کرگئے۔ عمر بھر دین کی خدمت میں مصروف رہے۔ ہمارے کرم فرما محترم مولوی محمد طارق صاحب آپ کے فرزند ارجمند ہیں اور آپ ہی کے قائم کردہ تعلیمی ادارہ پاکستان اسلامک اکیڈمی کو باحسن چلارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر عطاء فرمائے (آمین)

چودھری علی محمد صاحب مرحوم:

مجلسِ احرار اسلام ملتان کے جواں عزم کارکن چودھری عبدالستار صاحب کے والد ماجد چودھری علی محمد صاحب مرحوم ۲۳ جولائی کو انتقال کرگئے۔

مدرسہ معمورہ ملتان کے متعلم حافظ محمد اختر کے بڑے بھائی محمد اسلم عاصم گزشتہ ماہ ٹریفک کے ایک حادثہ میں رحلت کرگئے۔

ملتان میں ہمارے کرم فرما محترم ڈاکٹر محسن رضا خان صاحب کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ رحلت فرما گئیں۔

مجلس احرارِ اسلام بستی مولویاں کے معاون حافظ محمد سلیمان صاحب ۳۰ جون کو انتقال کرگئے۔

۴ جولائی کو حافظ محمد سلیمان مرحوم کے والد ماجد حاجی سعید احمد صاحب انتقال کرگئے۔ ان کا تعلق حضرت مولانا حماد اللہ صاحب ہالیجی کے ساتھ تھا۔ ان کی وصیت کے مطابق مفتی محمد صاحب نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور آبائی قبرستان میں دفن کیے گئے۔

مولانا عبدالستار صاحب کو صدمہ:

ساہیوال میں ہمارے مہربان محترم مولانا عبدالستار صاحب (خطیب مرکزی مسجد عید گاہ) کے فرزند عبدالقادر اور ... مدرسہ اشرفیہ عید گاہ ساہیوال کے متعلم علی نواز ابن محمد نواز صاحب ۱۴ جولائی کو نہر میں ڈوب کر انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ دونوں بچوں کے والدین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے اور اس صدمہ کو والدین کے لئے ذریعہ نجات بنائے (آمین)

سید محمد خاتم اندرابی کو صدمہ

حضرت مولانا سید عطاء المحسن شاہ صاحب مدظلہ کی بچی صاحبہ اور سید محمد خاتم اندرابی، سید محمد واسع اور سید محمد ناعم کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ کراچی میں رحلت فرما گئیں۔
اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور حسنات قبول فرمائے (آمین)

اراکینِ ادارہ تمام مرحومین کی مغفرت کی دعاء کرتے ہیں اور پسماندگان کے غم میں شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر عطاء فرمائے (آمین)

قارئین سے بھی درخواست ہے کہ وہ تمام مرحومین کی مغفرت کےلئے ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

مجلس احرارِ اسلام گوجرانوالہ کا تعزیتی اجلاس

مجلسِ احرارِاسلام گوجرانوالہ کا تعزیتی اجلاس شیخ عبدالمجید امرتسری کی صدارت میں مقامی دفتر میں منعقد ہوا۔ شرکاءِ اجلاس نے خواجہ محمد سعید مرحوم کی اچانک رحلت پر گہرے غم کا اظہار کیا اور مرحوم کےلئے دعاء مغفرت وایصالِ ثواب کیا گیا۔ مرحوم کے بھائی خواجہ محمد یونس اور دیگر اہل خانہ وپسماندگان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے ان کےلئے صبرِ جمیل کی دعا کی۔

مجلسِ احرارِاسلام گوجرانوالہ کے صدر شیخ عبدالحمید امرتسری نے مرحوم کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ بچپن سے ہی ان کا تعلق مجلسِ احرارِاسلام سے تھا۔ ان کے والدِ محترم خواجہ محمد شریف مرحوم نے ۱۹۳۱ء کی تحریک کشمیر میں بھرپور حصہ لیا اور آخر دم تک مجلسِ احرارِاسلام سے وابستہ رہے۔ خواجہ محمد سعید مرحوم کو مجلسِ احرار ورثہ میں ملی تھی اور انہوں نے بھی مرتے دم تک احرار سے وفا کی۔ مرحوم بچپن سے ہی احرار کانفرنسوں میں شوق سے شریک ہوتے اور بڑے اہتمام سے سرخ وردی پہنتے۔ سرخ وسفید رنگ اور خوبصورت سڈول جسم پر وردی بہت جچتی تھی۔ وہ ایک ملنسار، خلیق اور مخلص دوست تھے۔

تمام شرکاءِ اجلاس نے خواجہ مرحوم کی خدمات پر انہیں زبردست خراجِ تحسین پیش کیا

(بقیہ ۳۱ پر دیکھیں)

نعت

پروفیسر خالد شبیر احمد

مژدۂ کیف دل و جاں پہ رقم ہوتا ہے
نعت ہو جاتی ہے جب ان کا کرم ہوتا ہے

سطحِ قرطاس پہ نعت ان کی رقم کرنے کو
سرنگوں ہو کے، سرافراز قلم ہوتا ہے

آپ کے حسن کا پرتو ہے جمالِ عالم
آپ کے حسن سے ہر حُسن ہوتا ہے

یاد میں ان کی میں رو لیتا ہوں چپکے چپکے
کم سے کم بوجھ تو آلام کا کم ہوتا ہے

سر وہیں، فرطِ عقیدت سے جھکا دیتا ہوں
جس جگہ ان کا کوئی نقشِ قدم ہوتا ہے

ذکر خیر آپ کا دیتا ہے دلوں کو راحت
آپ کے نام سے کافور الم ہوتا ہے

نور سے آپ کے منسوب ہے صبحِ اوّل
آپ کا نام اجالوں کا بھرم ہوتا ہے

گریۂ شوق سے بڑھتی ہے محبت ان کی
ہم پہ سرکار کا ایسے بھی کرم ہوتا ہے

آپ کی سیرت اطہر کے حوالوں کے طفیل
فکر کو نعت کا سامان بہم ہوتا ہے

سلسلہ وحی و رسالت کا یہ ایماں ہے مرا
آپ پر ختم، شہنشاہ اُمم ہوتا ہے۔

آپ کا در وہ درِ عالی ہے کہ ہر لحہ جہاں
سر عقیدت سے ملائک کا بھی خم ہوتا ہے

محو ہوں مدحتِ سرکار میں ہر دم خالد
آنکھ بھر آتی ہے جب شعر رقم ہوتا ہے

بابا لطیف (گوجرانوالہ)

اک حاجی لوٹ کے آیا ہے

اک دور افتادہ بستی میں کچھ وقت خوشی کا آیا ہے
چھڑکاؤ کیا ہے دور تلک اور گلیوں کو دھلوایا ہے
کچھ پھولوں سے کچھ پتیوں سے دروازہ ایک بنایا ہے
اور کاتب سے دیواروں پر "جی آیاں نوں" لکھوایا ہے
تھا جس کو دعاؤں سے بھیجا وہ حاجی لوٹ کے آیا ہے
بھیگی ہوئی آنکھوں سے پوچھو کیا مرتبہ اس نے پایا ہے
جذبوں سے دمکتے ہیں چہرے اک شہر نظر میں سمایا ہے
کچھ چوم رہے ہیں ہاتھ اس کے سینے سے کسی نے لگایا ہے
پہنائے ہیں اس کو ہار بہت وہ خوشبو اوڑھ کے آیا ہے
سب اس کو مبارک دیتے ہیں جس "مائی کا وہ جایا" ہے
کچھ بچے دور سے آئے ہیں اور باہوں کو پھیلایا ہے
سب استقبال کو نکلے ہیں وہ شہرِ نبی سے آیا ہے
بانٹے گا وہ زمزم کا پانی اور ساتھ کھجوریں لایا ہے
بیٹھا ہے ستارہ بن کر وہ احباب نے چاند بنایا ہے
سب پوچھ رہے ہیں حال اس کا یہ نور کہاں سے پایا ہے؟
اُس شہر کا موسم کیسا تھا؟ جس شہر پہ نور کا سایا ہے
کعبے کی عمارت ہے جس میں جو دنیا کا سرمایا ہے
وہ غارِ حرا جس میں پہلا فرمان خدا کا آیا ہے
کب شہرِ نبی میں پہنچے تھے؟ کب آنکھوں کو چھلکایا ہے؟
کیسی ہے وہ منزلِ ایوبی ﷺ؟ مہمان جہاں ٹھہرایا ہے
اب کون اذانیں دیتا ہے؟ یہ مرتبہ کس نے پایا ہے؟

تعریف سے بالا ہے وہ نگر
احمد نے جسے اپنایا ہے

بشکریہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۳ جون ۱۹۹۵ء

مستحسن خیال (ملتان)

غزل

بہت مکروہ چہرے ہو رہے ہیں
مگر سب آئینوں کو دھو رہے ہیں

الٰہی خیر ہو سارے محافظ!
کھلی آنکھیں ہیں لیکن سو رہے ہیں

انھی کے پاس ہے نظم گلستاں
جو صبح و شام کانٹے بو رہے ہیں

ہمارے قتل پر مامور تھے جو
وہی مظلوم بن کر رو رہے ہیں

بڑا خوش بخت ہے دشمن ہمارا
ہم اپنے آپ دشمن ہو رہے ہیں

ہمیں تو غم کسی کا کھا رہا ہے
پرایا بوجھ ہے جو ڈھو رہے ہیں

ہمارا شوق ہے خود کو گنوانا
بہت کھویا ہے باقی کھو رہے ہیں

فصیلِ ہجر کے اُس پار دیکھو
ابھی تک رو رہے ہیں جو رہے ہیں

شجر پر سنگ باری ہو رہی ہے
محبت خنجروں سے بو رہے ہیں

محبت ختم کب کی ہو چکی ہے
وہ اب دشمن ہیں ساجن جو رہے ہیں

کوئی ان ہونی جیسے ہو گئی ہے
سبھی حیران ایسے ہو رہے ہیں

سنبھالو سارے مستحسن یہ آنسو
چمک اپنی ستارے کھو رہے ہیں

✿ ✿ ✿ ✿

حکیم غلام نبی امرتسری

قطعہ

ہم کو بیگم نے کہا تھا کہ پرے ہٹ تو ذرا
اور ہٹ اور تو ہم ہٹ گئے فی الفور پرے
پوچھ بھیجا ہے یہ لندن سے کراچی میں انہیں
اتنا کافی ہے کہ ہٹ جاؤں ذرا اور پرے

حسنِ انتقاد

تبصرے کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

سید محمد ذوالکفل بخاری

قصوری خاندان

مؤلف: مولانا محمد اسحٰق بھٹی / ضخامت: ۲۱۸ صفحات / قیمت: ۷۰ روپے / ناشر: مکتبہ تعلیماتِ اسلامیہ۔ ماموں کانجن۔ فیصل آباد

قصوری خاندان، نام ور لوگوں کا خاندان ہے۔ مرحوم میاں محمود علی قصوری ایڈووکیٹ اور مسٹر معین الدین احمد قریشی (سابق نگرانِ وزیر اعظم) اس خاندان کے فرزند ہیں۔ محمود علی، معین قریشی کے چچا تھے۔ معین قریشی کے والد مولانا محی الدین احمد، بڑے فاضل آدمی تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے بہت قریبی نیاز مندوں میں سے تھے۔ تذکرہ میں مولانا رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ اور ان کے نام مولانا کے خطوط کا مجموعہ "تبرکاتِ آزاد" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ مولانا محی الدین احمد کے چھوٹے بھائی مولانا محمد علی ایم اے کینٹب کی شخصیت بھی علمی حلقوں میں چنداں محتاجِ تعارف نہیں۔ کیمبرج یونیورسٹی کے فارغ التحصیل تھے۔ مدت العمر تبلیغِ اسلام کا کام کیا۔ جنگِ عظیم اول کے زمانے میں یاغستان (قبائلی علاقوں) میں انگریز سامراج کے خلاف تحریکِ مزاحمت کو پروان چڑھاتے رہے تھے۔ غرضیکہ ایں خانہ ہمہ آفتاب است! لیکن اس خاندان کے "نظامِ شمسی" میں آفتاب کا مقام مولانا عبدالقادر قصوری کو حاصل ہے۔ وہ ۱۹۲۰ء تا ۱۹۳۰ء...... دس سال تک انڈین نیشنل کانگریس کی پنجاب کمیٹی کے صدر رہے۔ مجاہدینِ آزادی کے ہر اول دستے میں یقیناً ان کا بھی نام آتا ہے۔ ان کی قومی اور دینی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ اور انہی کی قائم کردہ روایات نے اس خاندان کو بقول مولانا ابوالکلام آزاد "خاندانِ سعادت" بنایا۔ محی الدین احمد، محمد علی اور محمود علی انہی کے فرزندانِ گرامی تھے۔

قصوری خاندان میں اسلامی اور مغربی علوم کی یکجائی نے واقعی ایک امتیازی شان پیدا کی تھی۔ برصغیر کی تحریکِ آزادی اور مسلمانوں کی دینی تعلیم و تربیت میں اس خاندان کی خدمات مسلم ہیں۔ مولانا محمد اسحٰق بھٹی کے قابلِ رشک حافظہ اور قابلِ داد اسلوب نگارش نے اس کتاب میں واقعات و حکایات اور تذکار و افکار سے وہ سماں باندھا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی قاری کی توجہ منتشر نہیں ہو پاتی۔

قصوری خاندان پڑھے لکھے لوگوں کا خاندان ہے اور پڑھے لکھے لوگوں کے متعلق قصور ہی کے بابا بلھے شاہ نے فرمایا تھا کہ

پا پڑھیاں توں نسدا ہاں میں، پا پڑھیاں توں نسدا ہاں!
عالم فاضل میرے بھائی، پا پڑھیاں میری عقل گوائی
پا پڑھیاں توں نسدا ہاں میں، پا پڑھیاں توں نسدا ہاں!
"پا پڑھیاں" سے ہمارا خیال فوراً معین قریشی صاحب کی طرف جاتا ہے..... نجانے کیوں؟

سوانح حیات مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری / ضخامت: ۲۲۴ صفحات / قیمت: ۷۵ روپے / ناشر: جامعہ تعلیم الاسلام، ماموں کانجن، فیصل آباد۔

۱۳ جنوری ۱۹۵۶ء کو شام پانچ بجے، سیالکوٹ میں .... جب مولانا محمد ابراہیم میر رحمۃ اللہ علیہ کو سپرد خاک کیا جارہا تھا تو معلوم نہیں کسی کے ذہن میں میر کا یہ شعر بھی گونجا تھا یا نہیں

زنہار نہ جا پرورشِ دور زماں پر
مرنے کے لئے، لوگوں کو تیار کرے ہے

لیکن مرنے کے لئے کون تیار ہوتا ہے؟ کون تیار ہے؟ ہاں! کچھ لوگ ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ ہیں۔
ع.... جو جانتے ہیں موت ہے سنت رسول کی!

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی انہی لوگوں میں سے تھے۔ ۸۲ برس کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کے نامۂ اعمال میں بے شمار و بے حساب نیکیاں تھیں۔ ظاہر بین آنکھ کے لئے تو ان کی ۸۴ کتابیں بھی بہت ہیں۔ قرآنیات، سیرت، سنت، فقہیات، تاریخ، قادیانیت، شیعیت، عیسائیت اور آریہ سماج دھرم کے حوالہ سے انہوں نے جو کچھ لکھا، جو کچھ کہا........ اس کے تذکرے اور اس کے جائزے کے لئے ہزاروں صفحات درکار ہوں گے۔ جبکہ مولانا محض "مولانا" نہیں تھے۔ تحریک پاکستان میں وہ علامہ شبیر احمد عثمانی کے ہمراہ پیش پیش تھے۔ بہت کامیاب مقرر اور بلا کے مناظر تھے۔ مسلکاً اہل حدیث تھے۔ بلکہ یکے از اکابر اہلحدیث! ان کی سوانح حیات میں شامل مولانا محمد اسحق بھٹی (زید مجدہ) کے مقالے کی یہ چند سطریں، میں آپ کو بھی پڑھوانا چاہوں گا۔ وہ لکھتے ہیں۔

"جہاں تک مجھے معلوم ہے آزادیٔ وطن سے پہلے اور اس کے بعد برصغیر پاک و ہند کے صرف دو شہروں میں دو علمائے کرام سال میں تین مہینے دورۂ تفسیر قرآن پڑھانے کا التزام کرتے تھے، اور وہ تھے لاہور میں مولانا احمد علی اور سیالکوٹ میں۔ مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہم۔

یکم رجب سے رمضان کی آخری تاریخ تک یہ دونوں بزرگان عالی مقام فارغ التحصیل حضرات کو تفسیر پڑھاتے تھے، دور و نزدیک سے شائقین آتے اور ان کے درسِ قرآن میں شریک ہوتے تھے۔ اس میں فقہی مسلک کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ اہل حدیث طلبا، مولانا احمد علی صاحب سے اور حنفی طلباء مولانا محمد ابراہیم صاحب سے استفادہ کرتے تھے۔

اس زمانے کے لائق احترام اور عالی مرتبت بزرگانِ کرام تھے، جب بڑے سے بڑے عالم کو مولوی کہا جاتا تھا یا پھر زیادہ سے زیادہ ان کے نام کے ساتھ "مولانا مولوی" لکھا جاتا تھا۔ اس دور میں شاید زبدۃ العلما، عمدۃ المفسرین، قدوۃ الصالحین، رأس الاتقیا، شیخ القرآن والحدیث، امام العصر اور شیخ الاسلام وغیرہ القاب ایجاد نہیں ہوئے تھے، نہ علامہ اور فہامہ قسم کے الفاظ کبھی سننے میں آئے تھے۔ اب یہ حال ہے کہ القاب کی کثرت اور خطابات کی اکارمی پھارمی میں میرے جیسے ناواقف کے لئے کسی عالم کا اصل نام تلاش کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

پہلے پہل القاب نویسی کا آغاز بریلوی حضرات نے کیا۔ پھر یہ مرض دیوبندی مقالہ نگاروں میں آیا اور اب کچھ عرصے سے یہ متعدی بیماری بعض اہل حدیث مصنفوں اور مضمون نویسوں کو لاحق ہو گئی ہے۔ علم گھٹتا جا رہا ہے اور اس کی جگہ القاب و خطابات لے رہے ہیں۔"

* * * * * *

رنگِ سخن

جو روتے ہیں ان کو ذرا چپ کرا دو
خوشی کی کوئی بات ان کو سنا دو
مسائل کے حل کا یہی ہے طریقہ
جو بیٹھی رہے وہ کمیٹی بٹھا دو
مبارک ہو تم کو یہ اربوں منافع
مگر کارکن کی بھی اُجرت بڑھا دو
نہ سوچیں کہ مالک یہ کیا کر رہے ہیں
گرانی کے دریا میں ان کو گرا دو
ملا کر یہ تھوڑا سا زہرِ ہلاہل
انھیں تم یہ مشروبِ مشرق پلا دو
مٹانا ہے غربت کو تم نے جو تائب
غریبوں کا نام و نشاں تک مٹا دو

پروفیسر محمد اکرام تائب

"ہے کوئی اِس جیسا شربت تو بتائیں؟"
قرشی
جامِ شیریں
"خالص قدرتی اجزاء کے عرقیات سے
تیار۔ پانی میں فوراً حل ہو جاتا ہے اور
طبیعت میں بھاری پن نہیں لاتا۔
اور ہاں ... اس میں عرقِ صندل بھی
شامل ہے جو گرمی میں ٹھنڈک
پہنچاتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ
کہ اس کا مزہ مجھے کیا سارے گھر کو
بے حد پسند ہے!"
شربت
جامِ شیریں
100 فیصد خالِص 100 فیصد تسکین

برکھا رُت میں ذائقے کی نئی بہار

رُوح افزا لیموں

برسات کی آمد سے گرمی کی شدت میں کمی ضرور آجاتی ہے
مگر حبس اور اس کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے اس موسم میں بھی
رُوح افزا کا استعمال جاری رکھنا صحت مندی ہے!

موسم کی تبدیلی کے باعث بدلتے ہوئے
ذائقے کی تسکین کے لیے اس میں
لیموں کا تازہ رس شامل کرکے خوش ذائقہ
رُوح افزا سکنجبین کا لطف اٹھایئے

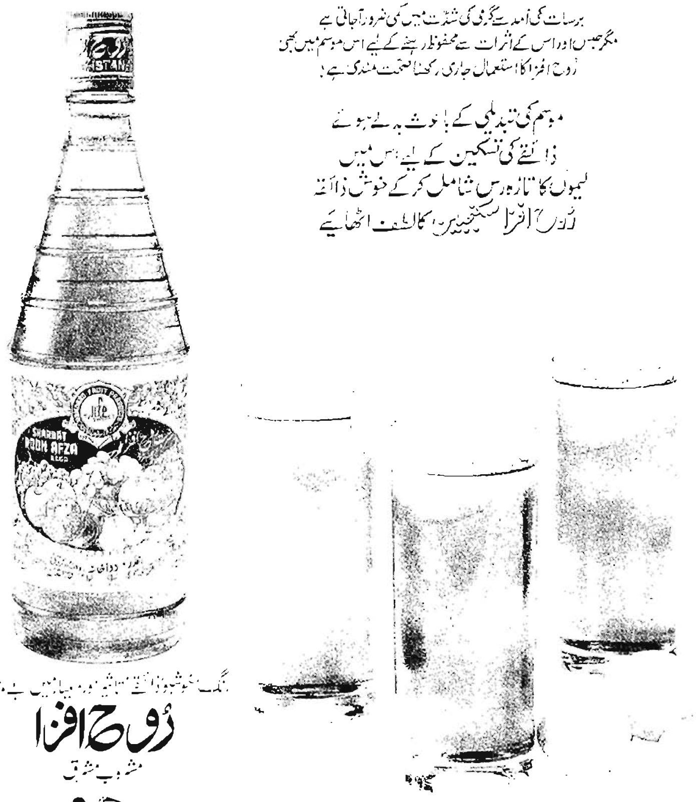

رنگ، خوشبو، ذائقے اور تاثیر، دنیا میں بے مثال

رُوح افزا

مشروبِ مشرق

ہمدرد

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوئم)

شائع ہو گیا ہے۔

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ ✿ ایک دستاویز ✿ ایک داستان ✿ خاندانی حالات
- سیرت کے مجلا اوراق ✿ خطابتی معرکے ✿ سیاسی تذکرے ✿ بزم سے لیکر رزم منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آوازِ ھدایت جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفحات
- قیمت 300 روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیل زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، دارِ بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱